ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

ماہ تبوک ۱۳۵۷ ہش
ماہ ستمبر ۱۹۷۸ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چونتیسواں سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰-۲۱-۲۲ ؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اجتماع کی اہمیت اور زیادہ سے زیادہ خدام کی اس میں شمولیت نیز ہر مجلس کی نمائندگی کے متعلق سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ:۔

- "جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے۔"
(الفضل ۱۶ ؍اپریل ۱۹۷۰ء)

- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔"
(الفضل ۱۰ ؍ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔"
(الفضل ۱۰ ؍ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہمارا مقصد ہمیں صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم یہ کوشش کریں اور ہماری روایت اور معمول یہ ہو کہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو۔" (الفضل ۱۶ ؍اپریل ۱۹۷۰ء)

- "پس خدام الاحمدیہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اجتماع میں شمولیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ پھر اجتماع کو کامیاب بنانے کی طرف منتظمین بھی توجہ دیں۔"
(الفضل ۱۰ ؍ستمبر ۱۹۷۲ء)
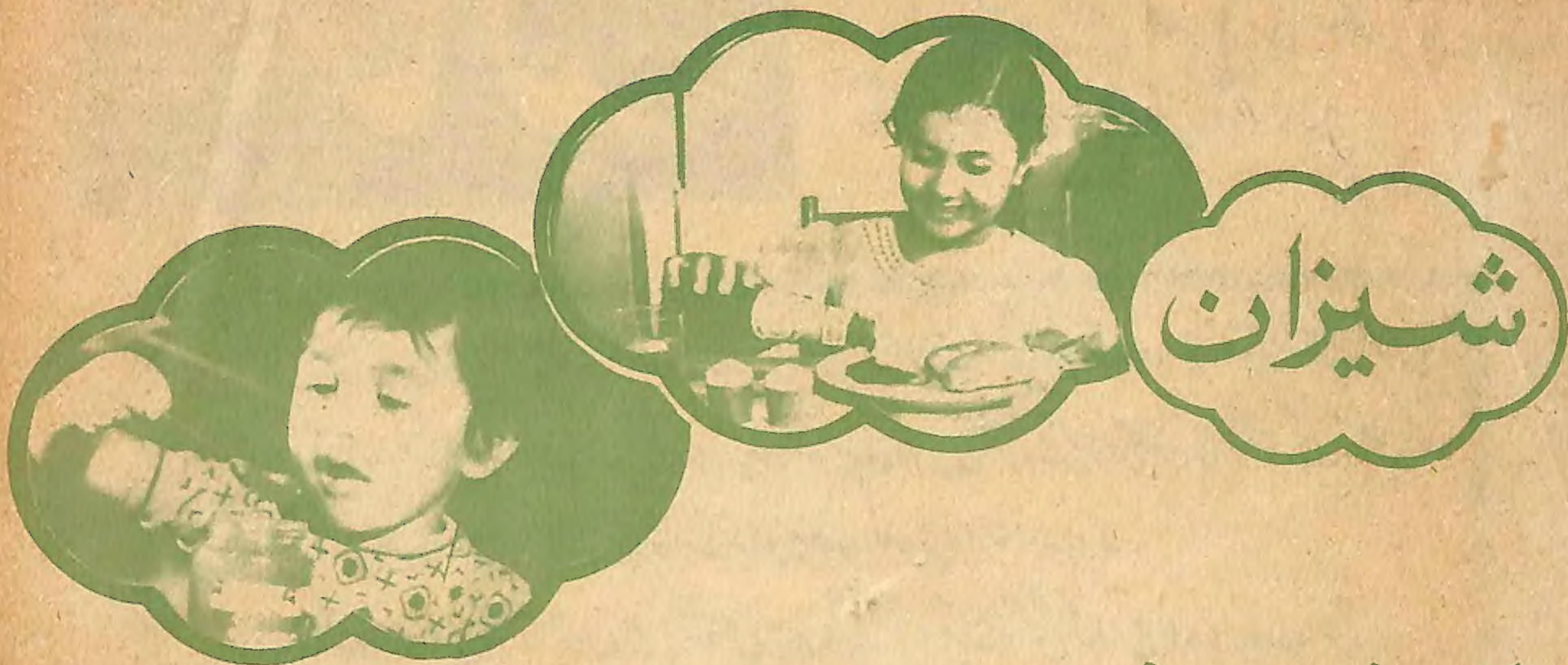
ایک بار نہیں سو بار نہیں
میں تو کہوں گی لاکھوں بار

شیزان کی ہر چیز ہے سب سے مزے دار

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ - بند روڈ - لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۵ : نمبر ۱۱

تبوک ۱۳۵۷ھش

ستمبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

محمد الیاس منیر ۔ سید حسین احمد

پبلشر: محمد شفیق قیصر ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" ۔ دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ

الفہرس

قیمت سالانہ ۔ دس روپے ۔ فی پرچہ ۔ ایک روپیہ

اداریہ

تاریخی دن — لمحۂ فکریہ

زمانہ مسلسل ایک گردش میں ہے — دن آتے ہیں اور اپنی یادیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ لیکن بعض دن ایسے ہوتے ہیں جو تاریخی اور قومی و ملی اعتبار سے خاص عظمت اور شان کے حامل ہوتے ہیں۔ ان دنوں کی صرف یاد تازہ کر لینا یا مروجہ رسوم کے مطابق منا لینا کافی نہیں ہوتا بلکہ ان "بڑے دنوں" کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔

- یہ دن ہمیں اپنے محاسبہ کا احساس دلاتے ہیں۔
- وہ قومی زندگی میں ایک بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں۔
- احساس ذمہ داری اُجاگر کرنا چاہتے ہیں۔
- احساسِ ظیاں اور فکرِ فردا کا تصور دلاتے ہیں۔
- روحِ مسابقت و ترقی ابھارتے ہیں۔
- قومی عظمتِ رفتہ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔
- فرض شناسی کا سبق دیتے ہیں۔
- قوموں کو اپنا صحیح مقام پہچانے اور اس کے مطابق زندگی ڈھالنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

الغرض یہ بڑے دن قومی زندگی میں ایک روح پیدا کرتے ہیں اور اسے جھنجوڑتے ہیں۔

بے شک ان دنوں کو پوری شان و شوکت اور تزک و احتشام سے منانا اُنکی یاد تازہ کرنا۔ انکی عظمت اور احترام کرنا بھی ہمارا فرض ہے لیکن ان دنوں کی حقیقی عظمت اور سچا احترام یہ ہے کہ ان تقاضوں کو پورا کیا جائے جو یہ دن ہم سے کرتے ہیں۔ مثلاً اپنے پاک وطن کے ہر ایسے تاریخی دن کی تقریب پر — وہ یوم پاکستان ہو یا یوم آزادی ہو یا یوم دفاع ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم ان تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں؟ کیا ہم تاریخی دن کے موقع پر محض تجدید عہد پر ہی اکتفا کرتے ہیں یا ان تقاضوں اور مطالبوں کو پورا کرنے اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہیں جن کا احساس اور تحریک یہ دن ہمیں دلاتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو سمجھ، فکر اور حسنِ عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

نویدِ عید: عید الفطر اپنی پوری مسرتوں، خوشبوؤں اور برکتوں کے ساتھ آئی ہے۔ اس عید کی سچی اور حقیقی خوشی تو ان خوش نصیبوں کے لئے ہے جنہوں نے رمضان المبارک کی برکات سے مستفیض ہونے، فرضی و نفلی عبادات بجا لانے اور دعاؤں کی توفیق پائی اور انہوں نے اس مبارک مہینہ میں اپنے رب کریم کو راضی کر لیا۔ یہ عید انہیں مبارک ہو۔ رب العرش نے جو تحفہ بطور عیدی انہیں دے دیا ہے: يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي — کتنی بڑی ہے یہ عیدی! کتنی پیاری ہے یہ عیدی!!

منظومات

خدام دیارِ مغرب سے

جناب ثاقب زیروی

اسلام کے شیدائیو
انسانیت کے دوستو

تم پر خدا کی رحمتیں — ہر دم رہیں سایہ فگن
کردار سے گفتار سے — اخلاص دیں ہو موجزن
مقصود اُٹھتے بیٹھتے — ہو خدمتِ دین و وطن
اب عالمِ اسلام کا — تم ہو حقیقی بانکپن

اے روشنی کے ساتھیو
اسلام کے شیدائیو
انسانیت کے دوستو

تہذیبِ نو کی برق سے — ہے یہ زمیں شعلہ چکاں
جلتا ہے شاخِ وقت پر — روحانیت کا آشیاں
ہونے نہ پائے سرنگوں — یہ پرچمِ عزمِ جواں
اسلام کی قندیل کو — رکھنا ہمیشہ ضو فشاں

اے راہِ حق کے رہبرو
اسلام کے شیدائیو
انسانیت کے دوستو

تم شاہدِ لولاکؐ کی — اب آخری اُمید ہو
تم ہو مسیحِ وقت کے — ہر عزم کی تائید ہو
اسلام کے ہر حکم کی — اس شان سے تقلید ہو
غم و دردوں کا بانٹ کر — تم کو میسر عید ہو

اخلاقِ نو کے بانیو
اسلام کے شیدائیو
انسانیّت کے دوستو

حاصل تمہیں یہ بھی شرف — تم چشمِ نورِ دین ہو
تم قلبِ ناصر ایدہ اللہ کی دعا — محمود رضی اللہ عنہ کی آمین ہو
اخلاق کی تنویر تم — ایثار کا آئین ہو
تم ہو تقدّس کا سکوت — تم نعرۂ تحسین ہو

اے دینِ حق کے عاشقو
اسلام کے شیدائیو
انسانیّت کے دوستو

اک بے نوا شاعر ہوں میں — میری ہے بس یہ التجا
رعنائیٔ افرنگ سے — مرعوب نہ ہونا ذرا
ہونے نہ پائے چاک یہ — سیپارۂ قلبِ وفا
بے داغ و رخشندہ رہے — ایمان کی لوحِ صفا

اے رہبروں کے رہبرو
اسلام کے شیدائیو
انسانیّت کے دوستو

اے روشنی کے ساتھیو — اے راہِ حق کے رہبرو
اخلاقِ نو کے بانیو — اے دینِ حق کے عاشقو

تم پر خدا کی رحمتیں
ہر دم رہیں سایہ فگن
کردار سے گفتار سے
اخلاصِ دیں ہو موجزن

(آمین)

مقالۂ خصوصی

پبلسٹی اور اُس کے ذرائع

(جناب ثاقب زیروی)

(یہ مقالہ شاہدین (مربیان کرام) کے ریفریشر کورس منعقدہ مارچ ۱۹۷۸ء میں پڑھا گیا)

کسی علاقے، ملک، قوم یا کسی دینی، علمی، ثقافتی اور تجارتی حلقے میں اظہار و بیان، تقریر و تحریر اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ ـــ یا اخبارات اور دیگر میسر آمدہ وسائل ابلاغ عامہ کو بروئے کار لا کر اپنے افکار و نظریات ـ اشیاء و نوادرات یا تخلیقات و مصنوعات کا دائرہ اثر و تاثر بڑھانا ان کے فوائد کو پھیلانا اور عام کرنا ـ پبلسٹی ـ کا لفظ ان تمام امور و اقدامات پر محیط ہے۔

تاریخ اقوام عالم ہی نہیں صحف مقدسہ بھی یہ بتاتے ہیں کہ پبلسٹی یعنی اشاعت و ابلاغ کا یہ فریضہ ہر دور میں کسی نہ کسی غرض و غایت کے تحت ادا ہوتا رہا ہے۔

ـ کبھی تکمیل انسانیت کے نقطۂ نظر سے

ـ کبھی اصلاح و تزکیۂ نفوس کی غرض سے

ـ کبھی بندوں کو اپنے رب کی حقیقی پہچان کرانے کیلئے اور

ـ کبھی کاروباری منفعت و افادیت کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے۔

بلکہ بعض اوقات تو ذہن کو یہ ذوقی بات بھی اپیل کرتی ہے کہ پبلسٹی یعنی تبلیغ و اشاعت کا یہ سلسلہ خود خدائے قادر و توانا کو بھی مرغوب ہے ـ اس علیم و خبیر، جبار و قہار، عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر اور مقلب القلوب عظیم و برتر ہستی کو بھی ـــ جو پلک کی ایک جھپک سے بھی کم وقفہ میں اشیاء کی ماہیت ہی نہیں دلوں کی کیفیات تک کو بدل دینے کی قدرت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس مقلب القلوب خدا نے

توحید ایسی حقیقتِ عظیمہ کے تعارف اشاعت اور اس پر دلی ایمان و ایقان کی راہیں ہموار کرنے کی غرض سے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار منادِ مبعوث فرمائے وہ لکھوکھا مجددین و اولیاء عظام ان کے علاوہ تھے جو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں اپنے اپنے رنگ میں پیغامِ توحید پھیلاتے اور ہستی باری تعالیٰ کے بابرکت ثبوت ذہن نشین کراتے رہے۔

پبلسٹی کا ایک شعبہ خالصۃً خرید و فروخت اشیاء و مصنوعات کے لئے وقف و مختص ہے جس کے دائرہ کار میں اخباری اشتہارات ـ پوسٹرز ـ پبلسٹی بورڈز ـ ایڈ کارڈز اور سینما سلائیڈز کے علاوہ سمعی و بصری نشریاتی اداروں کے ذریعہ (میری مراد ریڈیو اور ٹیلیویژن سے ہے) معین نرخوں پر معین اوقات خرید کر مختلف النوع تخلیقات و مصنوعات کی تشہیر و اشاعت آتی ہے یہ اپنی ذات میں بڑا وسیع شعبہ ہے جس میں اچھا خاصہ سرمایہ بھی صرف ہوتا ہے۔ نیز اس کا تعلق ناظرین

کے ذوقِ دل و نگاہ سے بھی ہے۔ اس قسم کی اشاعت و تشہیر کا ڈول ڈالنے والوں کے لئے ان اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے کہ

- وہ طباع اور مخترع ذہن رکھتے ہوں۔
- ان میں مختصر و طویل المیعاد منصوبہ بندی کرنے کی صلاحیت ہو۔
- اور ان کے ذہن و دماغ ہر وقت خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہوں۔

لیکن چونکہ (جہاں تک میں سمجھتا ہوں) آپ کا تعلق اس کی بجائے خالصۃً دینی، نظریاتی، اخلاقی اور روحانی قسم کی پبلسٹی ہی سے ہے۔ یا ہوگا۔ اس لئے میں کوشش کرونگا کہ اپنی معروضات کو اسی دائرہ تک محدود رکھوں۔

افہام و تفہیم کی دو طرفہ کوشش

واضح رہے نظریات و افکار کی اس پبلسٹی کو تعلقاتِ عامہ کی زبان میں "افہام و تفہیم کی دو طرفہ کوشش" کہا جاتا ہے اور جب اس سعیٔ جمیل کی اساس سر تا سر سچائی۔ راست روی۔ یقینِ کامل۔ ٹھوس اور مستند معلومات اور اصلاحِ خلق کے درد پر ہو تو اسے تبلیغ کہا جاتا ہے۔ ایسی پبلسٹی کرنے والے کے لئے ان اوصاف و محاسن کا حامل ہونا لازمی ہے۔

— زیر اشاعت مسئلہ کے بارے میں اسکا علم مکمل ہو۔
— اسکی معلومات مستند۔ صحیح۔ مدلّل اور تعمیری ہوں۔
— یہ معلومات صدق و راستی پر مبنی ہوں —
— اسے خود بھی ان کی صحت و صداقت پر یقین کامل ہو — اور اس نے انہیں زیرِ تبلیغ علاقے یا حلقے میں رہنے اور بسنے والے لوگوں کی نفسیات۔ میلانات اور فکری رجحانات کی روشنی میں ترتیب دیا ہو۔

کیونکہ — اکثر اوقات نفسیات و رجحانات سے کم آگہی اور بے خبری ہی قربتوں کو فاصلوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔۔

بالواسطہ بھی اور بلا واسطہ بھی

اشاعتِ نظریات کا یہ سلسلہ بالواسطہ بھی انجام پا سکتا ہے بلا واسطہ بھی۔ یعنی اپنی تقاریب جلسوں یا کانفرنسوں۔ کنونشنوں کی خبریں یا بھرپور مضامین اخبارات میں شائع اور ریڈیو یا ٹی وی سے نشر کرا کے بھی — اور اخبارات کے کالموں کے تحریری علمی مباحثوں اور ریڈیو اور ٹی وی کے مذاکرات میں حصہ لے کر بر سبیل تذکرہ اپنے نظریات پیش کر کے بھی — اور زیرِ تبلیغ ملک اور قوم کی رواں دواں زندگی کے واقعات، تقریبات، تہواروں یا ثقافتی و معاشرتی نظریات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس میں اسلامی معاشرت کا نور سمو دینے سے بھی۔

مثال کے طور پر — کسی ملک کے سمعی و بصری نشریاتی ادارے سے اس ملک کے کسی مذہبی پیشوا یا ریفارمر پر کوئی مذاکرہ ہوتا ہے۔ اور آپ اس میں شریک ہیں۔ تو یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر اپنے وقت میں تبصرہ کرتے ہوئے آپ بر سبیل تذکرہ اسلام کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے کسی پہلو کو بیان کر سکتے ہیں — یا کسی یورپی ریڈیو یا ٹی وی پر گوئٹے یا کسی اور شاعر کی شاعری پر بحث ہوتی ہے۔ اور اپنے روابط کے باعث اس بحث میں آپکو شریک ہونے کا موقع مل جاتا ہے تو آپ بڑے مستقلین میں

سے گوشے کے بعض مفید مطلب اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے اسی مفہوم کے حامل لیکن ان سے ارفع تاثرات و مفہوم سے معمور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یا دیگر شعرائے اسلام و احمدیت کے اشعار کا ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ وقتاً فوقتاً اپنے قارئین اور سامعین کے قلوب و اذہان کو اسلامی تعلیم و اخلاق کے جو انجکشن دیتے رہیں گے۔ وہ ایک دن ایک بھرپور و مبسوط مضمون کی صورت میں ان کے ذہن میں محفوظ ہو جائیں گے۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا یہ مشن خدا کے فضل سے اتنا عظیم ہے کہ جب، جس قدر اور جس رنگ میں بھی اس کی جھلک خلقِ خدا کو دکھانے کا موقع ملے اُسے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔

"پبلسٹی" اصل میں افکار و نظریات کے حسن اور اس کی خوشبو کو تھوڑے سے تھوڑے وقت میں دُور دور تک پھیلانے کا فرض انجام دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آپ کے افکار و نظریات کو اینلارج (ENLARGE) کر کے پیش کرنے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ اس لئے یہ بات نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونی چاہیئے کہ اگر بات کمزور ہوگی یا مُبہم ہوگی تو پبلسٹی سے اس کی کمزوری اور ابہام اور واضح ہو جائیں گے۔ آپ کے فکر کا ادھورا پن اور نمایاں ہو جائے گا لیکن اگر بات صائب اور معقول ہوگی تو پبلسٹی اس کی اصابت و معقولیت کے حسن کو دوبالا کر دے گی اس لئے دینی امور کی اشاعت و تبلیغ میں یہ امور بطور خاص ملحوظ رہنے چاہئیں کہ

- گفتگو کا انداز سادہ، براہ راست اور تعمیری رہے۔
- تحریر ہمیشہ تفہیمی، موثر اور مدلّل ہو۔ اور
- بات کو پیش کرنے کا انداز ہمیشہ مثبت رہے۔

اور ان سب سے زیادہ ضروری ہے اشاعت و تبلیغ کا فریضہ بجا لانے والے کا اپنا عمل جو زیرِ تبلیغ کے لئے زندہ اور ناطق تائید کا کام دیتا ہے۔ شاید اسی لئے ہمارے ایک بزرگ اشاعت و تبلیغ کے اہم ترین فریضے کو اعداد و شمار کی زبان میں یوں بیان فرمایا کرتے تھے کہ

> اس میں زیر بحث بنیادی مسئلہ کا حصّہ بیس ۲۰ فیصد۔ بیان کرنے والے مبشّر کی معلومات اور انداز پیشکش کا حصّہ پینتیس ۳۵ فیصد ہوتا ہے۔ باقی ۴۵ فیصد حصّہ کے خلاء کو پُر کرتے ہیں مبلّغ و مبشر کی استقامت، لگن، دلی تڑپ اور دعا۔

پبلسٹی اور پراپیگنڈہ

سامعین گرامی۔ پیشتر اس کے کہ میں پبلسٹی کے مختلف ذرائع کے بارے میں ترتیب وار کچھ عرض کروں مناسب ہوگا کہ پبلسٹی اور پراپیگنڈے میں فرق کے بارے میں بھی چند باتیں عرض کر دی جائیں۔ جن کی حدود پیشِ نظر نہ رہنے سے عموماً پبلسٹی کی نیک نامی اکثر مجروح ہوتی رہتی ہے۔

سو واضح رہے کہ پبلسٹی کی بنیاد صحیح، براہِ راست اور مستند معلومات پر ہوتی ہے۔ تاکہ ردّ عمل نیک ہو اور قلوب و اذہان اس سے نیک اثر قبول کریں۔ ان میں نیک تبدیلی پیدا ہو اور اس سے صحیح سوچ جنم لے۔ اور تعمیری رجحان فروغ پائے ـــــ اس کے برعکس پراپیگنڈہ

کی غرض و غایت بالعموم غلط منفی اور عام طور پر فریب کارانہ اغراض کے لئے ہوتی ہے - خود بدنام زمانہ "پراپیگنڈہ باز" گوئیبلز نے بھی اسے

سیاست، طاقت اور سماجی کنٹرول
کے ایک ایسے آلے سے تعبیر کیا ہے جس میں
افراد کی کارکردگیوں کو تحریکوں کے سر
منڈھ دیا جاتا ہے - جس کی اساس
اخلاق کی بجائے خود غرضی پر ہوتی ہے
اور جس میں واقعات اور خبروں کی ہیئت
کو بگاڑنا اور ان کے مفہوم کو مسخ کر دینا
بھی جائز اور روا ہوتا ہے -

دوسرے لفظوں میں اگر پبلسٹی سے اخلاقیات اور صداقت شعاری کو فروغ ملتا ہے تو پروپیگنڈے سے دروغ بافی کذب بیانی اور الزام تراشی کو -

تاریخ کے اوراق میں صدہا ایسی مثالیں موجود ہیں جب پراپیگنڈے نے حقائق کی شکل و صورت ایسی بگاڑی کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک غلط مفروضے کو تاریخ سمجھ لیا گیا - مثلاً حضرت حسینؓ بن علیؓ کی شہادت کے واقعہ ہی کو لیجیئے اس میں

- آپ کا سر تن سے جدا کرنے والا سنان نامی ایک بدبخت شخص تھا -
- آپ کی گردن کاٹ لینے کا حکم دینے والے کا نام شمر ذی الجوشن تھا -
- آپ کے قافلہ پر یورش کے لئے لشکر ابن زیاد نے بھجوایا تھا -

لیکن چونکہ ان سب کو نظر انداز کر کے پراپیگنڈہ یزید کے نام کا کیا گیا - آج یزید نام گالی کے مترادف سمجھا جاتا ہے اور الجزائر یا بعض چند علاقوں کو چھوڑ کر کوئی مسلمان اپنا یا اپنی اولاد کا نام یزید کے نام پر رکھنا پسند نہیں کرتا -

اس کے برعکس —— حضرت علیؓ کی شہادت کے سانحہ کو دیکھئے :-

- آپ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے حضرت حسینؓ سے ہر رنگ میں افضل تھے -
- آپ حضرت حسینؓ کے والد تھے -
- آپ داماد رسولؐ تھے -
- آپ بچوں میں سے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے پہلے بچے تھے ——

اور ان سب باتوں اور امتیازات کے علاوہ

- آپ خلیفۂ راشد تھے -

لیکن چونکہ آپ کے قاتل کا نام پراپیگنڈے کی یورشوں سے محفوظ رہا - آج سادات میں بھی بعض عبدالرحمن نام کے افراد نظر آجاتے ہیں -

سات ذرائع

برادران گرامی —— ان دنوں مبشرین اسلام کو بیرونی ملکوں میں فریضہ تبلیغ انجام دیتے ہوئے پبلسٹی کے جن معروف ذرائع سے عام طور پر سابقہ پڑتا ہے وہ کم و بیش سات ہیں ان میں سب سے

پہلا نمبر —— اخبارات میں یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اپنے جلسوں، کانفرنسوں، کنونشنوں اور دیگر تقریبوں کی خبریں وغیرہ شائع کرانے کا ہے جن سے ایک اچھے پیرایے میں کہی گئی بات کم سے کم وقت میں اور احسن طور پر زیادہ سے زیادہ افراد - حلقوں - طبقوں اور علاقوں تک پہنچ جاتی ہے

اس کے لئے سب سے پہلی اور بڑی ضرورت صحافتی اور نشریاتی اداروں کے کارکنوں سے ذاتی روابط پیدا کرنے کی ہے۔ ان روابط کا سلیقہ تو آپ کو متعلقہ ملک کا ثقافتی و معاشرتی ماحول اور وہاں کے اندازِ ربط و ضبط ہی سکھائیں گے۔ مجھے اس سلسلہ میں آپ سے صرف یہ گزارشات کرنی ہیں کہ

- آپ کا ان سے یہ ربط و ضبط مسلسل۔ باقاعدہ اور بے لوث ہونا چاہیئے۔
- آپ کو انہیں گاہے گاہے بے ضرورت بھی ملتے رہنا چاہیئے اور
- انہیں اپنی تقریبات میں شمولیت کی دعوت دیتے رہنا چاہیئے۔

یاد رہے۔ کسی ملک کے لوگ خواہ کیسے ہی تنگ مزاج اور ملنے دیئے رہنے والے کیوں نہ ہوں۔ بیرونی باشندوں اور بطور خاص مشنریوں سے رواداری سے شاذ ہی چوکتے ہیں کہ اسے حبِّ وطن کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ آپ کو اپنے اخلاقی ربط و ضبط سے ان کی اس رسمی رواداری کو باقاعدہ تعلقِ خاطر میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دوسری بات — متعلقہ ملک کے جرائد کی پالیسیوں اور ان کے طریق و اوقاتِ ترتیب و تدوین سے آگاہ رہنے کی ہے۔ یاد رہے سنجیدہ پریس کے برعکس پاپولر پریس عموماً سنسنا ہٹ خیز خبروں کو ترجیح دیا کرتے ہیں خواہ ان کا تعلق قومی اصلاح ہی سے کیوں نہ ہو۔ مثلاً کوئی جدید انکشاف، کوئی دل ہلا دینے اور سراسیمہ کر دینے والا سکنڈل، کوئی چونکا دینے والی پیش خبری وغیرہ وغیرہ ترتیب و تدوین کے اوقات سے باخبری سے میری مراد یہ ہے کہ

— کوئی اخبار دن میں کتنے بار شائع ہوتا ہے؟
— اس کے مخابراتی کالموں کی ترتیب کے اوقات کیا ہیں؟
— وہ کس نہج سے مرتبہ خبروں کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ نیز
— اسے کس وقت خبر پہنچائی جائے کہ اسے اخبار کے کالموں میں نمایاں جگہ مل جائے؟

کسی اخبار کے دفتر میں خبریں پہنچانے کا معاملہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اگر آپ کی خبر "نیوز ڈیسک" پر ایسے وقت میں پہنچتی ہے کہ نیوز کے کالم مکمل ہو چکے ہیں تو وہ لازماً اگلے دن پر ڈال یا ٹال دی جائیگی۔ یا اگر آپ کی خبر طویل ہے اور نیوز ایڈیٹر کے نزدیک اخبار کی پالیسی کی رُو سے چنداں اہم بھی نہیں اور آپ اسے پہنچاتے بھی ایسے وقت میں ہیں جب مخابراتی شعبہ اہم سیاسی خبروں کی ترتیب و تدوین میں مصروف ہے۔ تو لازماً اگر آپ کی خبر کو ٹال نہ دیا گیا تو اس کا نہایت معمولی حصہ ہی شائع ہو سکے گا۔ غیر معمولی کانٹ چھانٹ کے بعد جس سے کوئی عجیب نہیں کہ خبر کے (آپ کے نزدیک) اہم ترین حصے بالکل ہی جھڑ جائیں۔

خبروں کی ترتیب و تحریر

اسی سلسلہ میں دوسرا اہم مرحلہ خبروں کی ترتیب و تحریر کا ہے۔ جس کے لئے ان باتوں کا ملحوظ رکھنا فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

اوّل - خبر کو حتی الوسع اخباری کی زبان میں لکھا جائے تا کہ ترجمہ کرنے والے کا تساہل اس کی اشاعت

میں روک نہ بن جائے یا ترجمہ کرنے والا اس کے مفہوم
کو مسخ نہ کر دے۔

دوم - خبر کو کاغذ کے ایک طرف صاف و خوشخط تحریر کیا
جائے۔ ٹائپ نمایاں ہو۔ اور اخبارات کو اچھی
واضح اور صاف پڑھی جانے والی نقول بھجوائی
جائیں۔

سوم - خبر ہمیشہ اپنے خوبصورت اور باوقار لیٹر ہیڈ
والے پیڈ پر بھیجی جائے یہ امر خبر کی ثقاہت
میں اضافہ کا باعث ہوگا اور

چہارم - یہ کہ - شہر کے نام اور تاریخ کے بعد یعنی
ڈیٹ لائن کے بعد سب سے پہلے خبر کے انٹرو
(INTRO) یعنی ابتدائیے میں مجملاً خبر کا مفہوم
دیا جائے - اس اہم اعلان و انکشاف سمیت
جو اس خبر میں کسی جگہ (آگے چل کر) کیا گیا ہو اس
کے بعد ترتیب وار تقریب کی جامع رپورٹ پر مشتمل
خبر لکھی جائے لیکن اس سلیقے سے کہ اس میں بھی
نامور معروف اور جانی پہچانی شخصیتوں کا ذکر عام
مقررین سے پہلے آئے۔

ایک اور بات جس کا اس سلسلہ میں خیال رکھنا از حد ضروری
ہے یہ ہے کہ خبر لکھتے وقت ان القابات و خطابات کو
واضح کر کے صاف اور نمایاں طور پر لکھا جائے جن سے اغیار
کے ارکان مانوس نہیں ہیں اور جو برگزیدہ ہستیوں کے
اسماء گرامی کے ساتھ احتراماً بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ بلکہ
کوشش یہ کی جائے کہ خبر بھیجتے وقت نیوز ایڈیٹر کو ان
خطابات و القابات کا مفہوم و مطلب سمجھا دیا جائے۔

—— یہ امر قابل مسرت ہے کہ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

افریقہ - یورپ اور امریکہ کے دوروں کے دوران اس
سلسلہ میں خصوصی احتیاط برتی گئی اور خبروں میں "حضرت
امیر المومنین" اور "خلیفۃ المسیح" کی اصطلاحات و القاب
نہایت موزوں طور پر اور برمحل استعمال ہوتی اور چھپتی
رہیں۔

دراصل مغربی ملکوں میں عام طور پر نام کے
آخری حصہ ہی کو اصل نام سمجھا جاتا ہے۔ اگر نام اور
القاب کا فرق پیش از وقت واضح نہ کر دیا جائے اور
نیوز ایڈیٹر القاب ہی کے ایک حصہ کو نام سمجھ کر اسے
دو حصوں میں تقسیم کر دے تو اچھی بھلی خبر مزاح کا روپ
دھار لیتی ہے - جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے
پہلے دورۂ انگلستان کے موقع پر ہوا تھا۔ نیوز ایڈیٹر
نے "خلیفۃ المسیح" (KHALIFA-TUL-MESIAH)
کے روحانی القاب کو نام سمجھ کر اس کے دو حصے کئے
اور آخری حصہ کو اصل نام قرار دے کر خبر پر "ٹل مسیح
ان لنڈن" (TUL-MESIAH IN LONDON)
کی سرخی جما دی جسے پڑھ کر ہندوستان میں مولوی ظفر علی
خاں جیسے احمدیت دشمنوں کو اپنے پھکڑپن کی مشق کا
موقع مل گیا - اگر نیوز ایڈیٹر سے مل کر بروقت یہ
وضاحت کر دی جاتی کہ اس برگزیدہ وجود کا اصل نام
"بشیر الدین محمود احمد" ہے اور "خلیفۃ المسیح" سے مراد بانی
سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا نائب ہوتا ہے تو یقیناً یہ مخابراتی گھپلا نہ ہوتا۔

مراسلات

خبروں کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ پبلسٹی کا
ایک طریق ان کے مراسلاتی یعنی LETTERS TO

THE EDITOR) کے کالموں میں شرکت کرنے کا ہے۔
جب آپ دیکھیں کہ اخبار میں شائع ہونے والی کسی خبر یا ملک میں زیر بحث کسی مسئلہ پر آپ کے لئے اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی گنجائش نکلتی ہے۔ تو ایڈیٹر کے نام اس خبر یا اس مسئلہ کے بارے میں "مراسلت" بھیجی جائے مگر ایسی مراسلت تحریر کرتے وقت ان باتوں کو ملحوظ رکھا جائے کہ

اوّل ـــ مراسلت کی زبان - براہ راست - مفہوم جامع اور انداز بیان سادہ اور سلیس ہو۔

دوم ـــ مراسلت کا تعلق متذکرہ اخبار میں شائع ہونے والی کسی خبر یا متذکرہ ملک کے کسی اہم اور زیر بحث مسئلہ سے ہو۔

سوم ـــ اگر مراسلت تردیدی مفہوم رکھتی ہو تو زبان نہایت ملائم - مدلل اور درد مندانہ ہو نہ کہ غم و غصہ سے بھرپور۔ آپ کی مراسلت کی زبان جس قدر ملائم ہوگی اسی قدر مؤثر ثابت ہوگی۔

چہارم ـــ آپ کی تردیدی مراسلت پڑھنے والے کو یوں محسوس ہو کہ آپ کسی فرقہ - جماعت یا مذہب پر ہونے والی کسی زیادتی کے ازالے کے متمنی ہیں یعنی انداز تحریر میں ایڈیٹر کے جذبۂ رواداری سے ایک غیر محسوس اپیل مضمر ہو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اخبار کی پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے از خود کوئی مراسلت بھجوا کر کسی دلچسپ - کار آمد علمی تحقیقی یا مذہبی مسئلہ پر بحث کا آغاز کر دیں مگر ہر حالت میں انداز تخاطب اور طرز استدلال جارحانہ کی بجائے ہمدردانہ ہونا از حد ضروری ہے۔

تصویریں :- پبلسٹی کا ایک ذریعہ تصویریں بھی ہیں - آفسٹ طباعت کی بدولت اخبارات کے باتصویر اور دیدہ زیب ہو جانے کے باعث ان دنوں اخبارات پڑھے جانے سے زیادہ پہلے دیکھے جاتے ہیں۔ اس لئے عام طور پر اخبارات - مصور خبروں کو زیادہ خوشی سے وصول و قبول کرتے ہیں - لہذا آپ جب بھی کوئی اہم تقریب - جلسہ یا کانفرنس منعقد کریں۔ (اگر بجٹ اجازت دے) تو پیش از وقت کسی فوٹوگرافر سے اس تقریب کی تصویریں کھینچنے کے بارے میں طے کر لیں - بلکہ اسے یہ بھی بتا دیں کہ فلاں فلاں مقرر یا خصوصی مہمان کی تصویریں ضرور لینا ہے یا حاضرین میں سے کون کون سے رنگ میں بیٹھے ہوئے معززین کی تصویر ضرور آنی چاہیئے - پھر ان میں سے جو تصویریں بہتر اتریں ان کا انتخاب کرکے اور ان پر باقاعدہ "کیپشن" لکھ کر خبر کے ساتھ یہ تصویریں بھی نیوز ایڈیٹر کے حوالے کر دیں - واضح رہے سٹل یعنی جامد تصویروں کی بجائے اِن ایکشن (IN ACTION) تصاویر زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

فیچر رائٹنگ

پبلسٹی کا چوتھا ذریعہ "فیچر رائٹنگ" (FEATURE-WRITING) ہے۔ بعض اخبار دوسرے تیسرے دن بعض خاص ایڈیشن شائع کرتے ہیں - جن میں علمی - تحقیقی اور بعض اوقات تاریخی اور مذہبی مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں - مختصر و دلچسپ تاریخی قسم کے فیچر لکھ کر آپ ان خصوصی اشاعتوں سے بھی اپنے افکار و نظریات کے ابلاغ کا کام لے سکتے ہیں - مثلاً

۱۔ مرکز احمدیت ربوہ۔ ۲۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت قرآن کریم کی مہم۔ ۳۔ ممالک غیر میں تعمیر مساجد سے متعلق با تصویر فیچر لکھکر آپ ان خصوصی اشاعتوں کے ذریعہ متذکرہ ملک اور متذکرہ اخبار کے قارئین کو بالواسطہ طور پر اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کے یہ باتصویر معلوماتی فیچر یقیناً خندہ پیشانی سے قبول ہوں گے۔ ان فیچروں میں بوقت ضرورت دوسری جماعت کی دوسری سرگرمیوں کا تذکرہ بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ احتیاط بہرحال ذہن نشین رہے کہ ان فیچروں کی حیثیت واقعاتی۔ معلوماتی اور تاریخی نوعیت ہی کی رہے۔ ان میں مذہبی بحث آرائی کا رنگ نہ آنے پائے۔

۵۔ اخباری بیان

پانچواں اشاعتی ذریعہ اخباری بیان ہیں۔ جو اہم مواقع پر جاری کئے جا سکتے ہیں۔ عام طور پر ازراہ رواداری بیرونی مشنریوں کے بیانات کو (خصوصاً مذہبی تہواروں کے موقع پر) غیر مذہبی قسم کے اخبارات بھی جگہ دے دیتے ہیں ــ بہتر ہو کہ اپنا بیان نیوز ایڈیٹر کے حوالے کرتے وقت آپ اس بیان میں مذکور اصل حوالہ جات بھی اسے دکھا دیں۔ اور اگر وہ پس منظر کے طور پر کوئی حوالہ طلب کرے تو وہ حوالہ اسے نقل کر کے دے دیں۔ یقین رکھیں۔ اگر آپ حوالے کے کسی حصہ کے بارے میں اسے یہ کہدیں گے کہ فلاں مصلحت کے تحت میں اس کے اتنے حصے کی اشاعت موزوں نہیں سمجھتا تو وہ خوش نیت اور غیر متعصب نیوز ایڈیٹر آپ سے اس بارے میں تعاون کرے گا کیونکہ بین الاقوامی ضوابط اخلاق صحافت میں اس بات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

۶۔ نمائش

دورِ حاضر میں پبلسٹی کا ایک بڑا ذریعہ گاہے گاہے تصانیف اور دیگر لٹریچر کی نمائشوں وغیرہ کا اہتمام کرتے رہنا بھی ہے۔ جن کے ذریعہ بہت تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا بچشم خود جائزہ لینے کا موقع مل سکتا ہے لیکن ایسی نمائشیں بھی بعض سلیقوں اور قاعدوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد ہی بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔

ــ نمائش کسی ایسی جگہ پر منعقد ہو جہاں پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ ملنے میں آسانی ہو۔

ــ نمائش کے گردو نواح کا ماحول صاف اور ستھرا ہو۔

ــ نمائش میں کتب و رسائل کی نمائشی ترتیب و تزئین (LAY-OUT) سلیقے سے کی جائے۔

ــ نمائش میں خصوصی کتب اور علمی نوادرات کو نمایاں جگہ پر سجایا جائے۔

ــ تمام نوادرات کے ساتھ مختصر تعارفی و تاریخی اسکیچ ہو۔

ــ نمائش گاہ میں روشنی کا اہتمام باقاعدہ اور "اپ ٹو ڈیٹ" ہو۔

ــ نمائش کے ہر حصہ کی اور ہر زاویے کی کھینچی ہوئی بہترین تصاویر آپ کے پاس موجود ہوں تاکہ پریس شو کے وقت جرنلسٹوں کو دکھا سکیں۔

ــ نمائش میں ہر وقت ایک باخبر اور خوش گفتار گائیڈ موجود رہے جو نمائش میں رکھی گئی ہر کتاب

صحیفے اور رسالے کے بارے میں ضروری علم رکھتا ہو — اور سب سے اہم احتیاط یہ کہ نمائش کا پریس شو نمائش کے پہلے حد دوسرے دن کیا جائے تاکہ اخبارات اس کا بروقت تعارف کرا سکیں اور عام پبلک کو نمائش کے وقت اور عرصۂ انعقاد سے آگاہی ہو جائے۔

۷۔ پریس کانفرنس

ایک اور اجتماعی طریق اپنی کارکردگیوں کے تعارف اور اپنے نظریات پر اظہارِ خیال کا پریس کانفرنسوں کا انعقاد ہے جن کا مروجہ عمومی طریق یہ ہے کہ کانفرنس سے خطاب کرنے والا شروع میں پہلے سے تیار شدہ ایک بیان صحافی حضرات کو دے دیتا ہے۔ اور جب وہ اس کا مطالعہ کر چکتے ہیں۔ تو ان کی طرف سے کسی قسم کی وضاحت یا اضافہ معلومات کے لئے کئے گئے سوالات کا جواب دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے ضروری ہے کہ وہ بیان پر دار دہو نیوالے ممکن وغیر ممکن ہر سوال کا جواب دینے کے لئے ذہناً تیار ہو بلکہ ایک حد تک اس سوال کا جواب دینے کے لئے بھی جو اس کے بیان سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ دوسری احتیاط اس طریق اشاعت میں (جسے میں نے ساتویں نمبر پر بیان کیا ہے) یہ ہونی چاہیئے۔ کہ جواب دیتے وقت سوال کرنے والے سے معترض کا سا معاملہ نہ کیا جائے بلکہ ہر سوال کا جواب بڑی محبت۔ ملائمت اور خندہ پیشانی سے دیا جائے۔ کیونکہ بیشتر غلط اور غیر متعلق سوال عام طور پر لاعلمی اور کم آگہی ہی کی بناء پر کئے جاتے ہیں۔ سوال و جواب کے دوران آپ اپنی جن باتوں کی اشاعت خلاف مصلحت سمجھتے ہوں ان کے متعلق بڑی بے تکلفی سے کہہ دیا جائے کہ وہ "آف دی ریکارڈ" ہیں۔ ذمہ دار اور نیک نیت صحافی ہمیشہ اس اعتماد کا پاس کیا کرتے ہیں۔

ایک کوشش بطور خاص یہ کی جائے کہ پریس کانفرنسوں میں شرکت کے لئے صرف صحافی حضرات ہی کو دعوت دی جائے ورنہ صحبتِ ناجنس کے باعث وہ آپ سے کھل کر باتیں نہیں کر سکیں گے۔ اور ایسی مجلسوں کے انعقاد کی ایک بڑی غرض فوت ہو جائیگی اور جس قسم کی ذہنی قربت (ان کے نتیجہ میں) پیدا کرنی مقصود ہوتی ہے۔ وہ پیدا نہ ہو سکے گی ؛

قائدین مجالس سے ضروری گذارش

چوبیس ۲۴ تا تیس ۳۰ ستمبر ہفتہ وصولی وقفِ جدید (دفتر اطفال) منایا جا رہا ہے۔ آپ سے مندرجہ ذیل امور کی نگرانی فرمانے کی درخواست ہے :۔

(۱) ہفتہ وصولی کے لئے خصوصی پروگرام تشکیل دیا جائے۔
(۲) ہر طفل اور ناصرہ اس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔
(۳) مکمل فہرست وعدہ جات مرکز میں ارسال فرمائی جائے۔
(۴) ہفتہ وصولی کے اختتام پر رپورٹ کارگذاری ارسال فرمائی جائے۔

(نوٹ) کم از کم چندہ وقفِ جدید ۱۲ روپے فی طفل سالانہ ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

نعمت اللہ بشارت

سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

حضرت مصلح موعود کی پیشگوئیاں

"آہ ۔ نادر شاہ کہاں گیا؟"

(جناب بشارت احمد بشیر ایم ۔ اے)

آج سے ۵۳ سال قبل ۳ مئی ۱۹۰۵ء کی صبح کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا میں حسب ذیل تحریر لکھی ہوئی دیکھی۔

"آہ ۔ نادر شاہ کہاں گیا؟"

پیشگوئیاں عموماً پردۂ غیب میں ہوتی ہیں۔ جب وہ پوری ہو جاتی ہیں تو اس وقت ان کی اصل حقیقت کا پتہ لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ رؤیا جو ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ جب اس کو اصل واقعات پر چسپاں کیا جائے تو انسان کا خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے انبیاء پر یقین بڑھ جاتا ہے۔

اس فقرہ "آہ ۔ نادر شاہ کہاں گیا" کا استعمال مروجہ زبان کے مطابق دو طریق سے کیا جاتا ہے۔ (اوّل) یہ فقرہ اس وقت بولا جاتا ہے۔ جب کسی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کسی کو امداد کے لئے بلایا جائے اور شدت سے اس کی مدد کی ضرورت محسوس کی جائے دوسرا مفہوم اس فقرہ سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ کسی خطرناک مصیبت کے پیش آنے پر نادر شاہ کی کمی محسوس کر کے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا جائے۔

جب یہ عظیم الشان پیشگوئی شائع ہوئی تو اس وقت دنیا میں کوئی معروف نادر شاہ نہیں تھا کہ جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ اس پیشگوئی میں اس کا ذکر ہے۔ تمام دنیا اس "نادر شاہ" کے وجود سے ناآشنا تھی۔ صرف خدا تعالیٰ ہی اسے جانتا تھا۔ کہ ایک دن وہ معمولی انسان بادشاہ بننے والا ہے اور پھر وہ اچانک داغ مفارقت دینے والا ہے۔

جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت اس کا مصداق بالکل نوجوان تھا۔ اور گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے ابھی اسے کئی برس انتظار کرنا تھا۔ اور ان برسوں میں کئی عجیب و غریب واقعات رونما ہونے والے تھے۔ چنانچہ کئی سال بعد وہ "جرنیل نادر خاں" کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آیا۔ اور اپنی قابلیت کی وجہ سے اپنے محدود حلقہ میں مشہور ہوا۔ اس منصب تک پہنچنے کے بعد اس کے لئے مزید ترقی کے امکانات ختم ہو گئے۔ کیونکہ اس کی حکومت نے اسے ایک نکما جرنیل قرار دے کر اسے فراموش کر دیا اس نے بھی فرانس میں گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ شاہ امان اللہ خاں کے دور حکومت میں بھی یہ گمنام رہا۔ حالات بدلتے رہے اور وہ وقت آ گیا کہ نادر خاں "نادر شاہ" بن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

ہوا یہ کہ حالات نے یکدم پلٹا کھایا۔ امان اللہ خاں کے خلاف ایک خوفناک بغاوت اٹھی۔ کابل پر

بچہ سقہ نے حملہ کر کے افراتفری مچادی - امان اللہ خاں جان بچا کر قندھار کی طرف فرار ہونے پر مجبور ہو گیا اور اپنے بھائی عنایت اللہ خاں کو عنانِ حکومت سپرد کر گیا - بغاوت اتنی شدید تھی کہ عنایت اللہ خاں اس کے سامنے نہ ٹھہر سکا - اور تین چار روز کے بعد ہی اس نے حملہ آور کے آگے ہتھیار ڈال دیئے - بچہ سقہ نے حکومت کا اعلان کر دیا۔

نادر خاں سے "نادر شاہ"

خانہ جنگی شروع تھی - لوگ پریشان تھے - ملک مشکلات کا شکار تھا - اچانک سب کی نظریں نادر خاں کی طرف اٹھیں کہ وہ اس مشکل وقت میں آگے آئے اور ملک کی خدمت کرے - گویا تمام ملک بزبانِ حال پکار رہا تھا۔ "آہ - نادر خاں کہاں گیا" لیکن پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے کہ آہ - نادر شاہ کہاں گیا" وہ شخص جسے لوگ نادر خاں کہتے تھے خدا کے نزدیک وہ نادر شاہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے نادر خاں کی جگہ نادر شاہ کے الفاظ رکھ کر نہ صرف اس تباہی کی طرف اشارہ فرمایا جو حکومتِ کابل کو درپیش آنے والی تھی - بلکہ اس کی نجات کے لئے نادر خاں کو نادر شاہ بنا کر اس کے تخت پر بیٹھنے کی خوشخبری سنائی۔

نادر شاہ کی کامیابی

کہا جاتا ہے کہ دستبرداری سے قبل امان اللہ خاں نے نادر خاں کو ملک میں آنے کی دعوت دی - تاکہ حالات کا رخ موڑا جا سکے - لیکن نادر خاں نے سب دعوت نامے مسترد کر دیئے - اتنے میں کابل فتح ہو گیا - ملک افراتفری اور خانہ جنگی کا شکار ہو گیا - وطن کی محبت نے نادر خاں کو مجبور کیا کہ وہ خرابی صحت کے باوجود ساحلِ فرانس کو چھوڑ کر ملک کو اپنی خدمات پیش کر دے - اس وقت وہ اس قدر بیمار تھا کہ گاڑی پر مارسیلز پہنچنے کے بعد اسے ایک سٹریچر پر لٹا کر کشتی میں سوار کیا گیا - قسمت نے اس کا ساتھ دیا - بحری سفر کے دوران ہی اس کی صحت ٹھیک ہو گئی - پشاور پہنچنے پر امان اللہ خاں نے اسے اپنے پاس قندھار پہنچنے کی درخواست کی لیکن اس نے اسے مناسب نہ جانا۔

اپنے ملک پہنچا تو حالات اس کے لئے سازگار نہیں تھے - صحت خراب تھی - پیسہ موجود نہ تھا - لیکن اس کے باوجود اس نے مصمم ارادہ کیا - کہ وہ اپنے بھائیوں سے مل کر پروگرام مرتب کرے تاکہ ملک کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچا کر مخلوقِ خدا کی خدمت کی جا سکے - مشکلات کو دیکھتے ہوئے وہ کئی بار مایوس ہوا - لیکن خوفناک مایوسی کے عالم میں بھی اس نے فرانس کے خوشنما ساحلی علاقوں کا خیال نہ کیا - بلکہ اپنے ملک کے پہاڑوں اور کوہستانوں پر ہی نظر رکھی - اپنی خداداد فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے اس نے اپنے حامیوں کا حلقہ وسیع کرنا شروع کیا اور منشاء الٰہی سے کامیاب ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ خدائی کلام میں اس کے لئے تخت کا وعدہ تھا - بس وہ نادر خاں بادشاہ بنا اور لوگوں نے اس کی خوبیوں اور کاموں کی وجہ سے اسے نادر شاہ مشہور کر دیا اس طرح خدا کی بات پوری ہوئی۔

نادر شاہ نے اپنی غیر معمولی خوبیوں کی وجہ سے جلد ہی لوگوں میں مقبولیت اور شہرت حاصل کر لی - حکومت بھی کافی مضبوط ہو گئی - کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے عروج کے بعد اس کی شخصیت کو

نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے تحت نادر شاہ ۸ر نومبر ۱۹۳۳ء کو دن کے تین بجے ایک طالب علم کے ہاتھوں بڑی بے دردی سے قتل کر دیئے گئے والئے افغانستان کے قتل کے واقعات جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ نادر شاہ ایک فٹ بال میچ کے نتیجہ میں تقسیم انعامات کرنے کے لئے اپنے باغ دلکشا نامی میں پہنچے اور سینکڑوں لوگوں کے مجمع میں جس میں طالب علم، استاد اور امراء سلطنت موجود تھے چند طالب علموں سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ انہی طالب علموں میں سے کہ جن کی ہمت بڑھانے کیلئے وہ آئے تھے۔ ایک نے ان پر ایک گز کے فاصلہ پر سے متواتر تین فائر کر کے نادر شاہ کو قتل کر دیا۔ تمام مجمع بکھر گیا۔ تین فائر کے بعد دیگرے ہوئے۔ مجمع میں سے کوئی بھی شاہ کو بچانے کی کوشش نہ کر سکا۔ ان کے اقرباء کے علاوہ ان کے حقیقی بھائی بھی اس وقت موجود تھے ان پر اس حادثہ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ غش کھا کر گر گئے۔ لوگ گھبرا کر بازاروں کی طرف دوڑے اور پکارنے لگے کہ شاہ فوت ہو گئے۔ شاہ فوت ہو گئے۔

یہ سب امور بتاتے ہیں کہ پیشگوئی کے عین مطابق نادر شاہ کی موت کا واقعہ حیرت انگیز طریق سے ہوا کہ لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے۔ ابھی ملک و قوم کو ان کی اشد ضرورت تھی اور لوگ ان کی ضرورت محسوس کرتے رہ گئے اور وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ حصہ پیشگوئی ۸ر نومبر ۱۹۳۳ء کو پورا ہو گیا۔

جہاں یہ نشان خدا کی ہستی کے ثبوت کے لئے کافی دلیل ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی بھی زبردست دلیل ہے۔ یہ نشان تقریباً ۲۸ سال بعد آ کر پورا ہوا۔ اور ایک ناممکن امر کو ممکن بنا دیا۔

"آہ۔ نادر شاہ کہاں گیا" کے الفاظ بتاتے تھے کہ ان کی موت کے وقت لوگ ان کے کام کی قدر کرنے لگ جائیں گے۔ اور ان کی موت پر لوگ حسرت و اندوہ کا اظہار کریں گے۔ یہ ایک ایسا کھلا نشان ہے کہ جس کی عظمت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ الہام کا یہ حصہ دو دفعہ پورا ہوا ہے۔ پہلی دفعہ جب امیر امان اللہ خاں کے وقت میں بچہ سقّہ نے بغاوت کی اور امیر نے اور عوام نے خواہش کی کہ کاش نادر خاں ہوتے اور ان کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچاتے۔

دوسرے معنے اس وقت پورے ہوئے جب نادر شاہ لوگوں میں مشہور ہو کر ایک دشمن کے ہاتھوں قتل ہوئے اور سارا ملک بزبان حال پکار اٹھا۔ "آہ۔ نادر شاہ کہاں گیا"

اس الہام میں اچانک حادثہ سے وفات کی خبر دی گئی ہے۔ ان الفاظ میں نہ صرف افسوس بلکہ حیرت بھی پائی جاتی ہے۔ اور حیرت ہمیشہ بے وقت امر کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ اس الہام میں یہ بتایا گیا ہے کہ نادر شاہ کسی معمولی طریق سے دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے بلکہ ان کا دنیا سے جانا غیر معمولی واقعہ کے طور پر ہوگا۔ اور ایسے موقعہ پر ہوگا۔ جبکہ لوگوں کو اس کی امید نہ ہوگی۔

خلاصہ بیان یہ کہ اللہ تعالےٰ نے افغانستان کے متعلق ۱۳ر مئی ۱۹۰۵ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ کچھ اخبار غیبیہ ظاہر کیں۔

جن میں یہ اطلاع تھی کہ نادر خاں کی ملک سے خواہش کریگا وہ واپس آکر دشمن پر فتح پائیں گے۔ اور بادشاہ بن جائیں گے۔ اور ان کا نام نادر خاں سے نادر شاہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر وہ ایک حادثہ عظیمہ کا شکار ہو کر اچانک فوت ہو جائے گا۔ ان کی موت بے وقت موت سمجھی جائے گی۔ لوگ اس کو قومی نقصان سمجھ کر سخت ماتم اور غم میں مبتلا ہو کر پکار اٹھیں گے کہ آہ ـ نادر شاہ کہاں گیا؟"

نوٹ:۔ الٰہی پیشگوئیاں معنی خیز ہوتی ہیں۔ اور مختلف رنگوں میں بار بار پوری ہو کر ہستی باری پر دلیل ٹھہرتی ہیں۔ حال ہی میں افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ کی موت سے یہ پیشگوئی ایک بار پھر پوری ہوئی۔ نادر شاہ کی وفات کے بعد اب تک بادشاہت اس کی اولاد میں رہی۔ ظاہر شاہ اس خاندان کے آخری بادشاہ تھے ان کی موت سے افغانستان میں نادر شاہی کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور اس طرح ایک بار پھر ارض افغانستان جس پر ایک عرصہ تک نادر شاہی کا سکہ چلتا رہا۔ بزبان حال کہہ اٹھی۔ آہ ـ نادر شاہ کہاں گیا؟"

واقفین جامعہ احمدیہ اطلاع
متعلقین توجہ فرمائیں

میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکل چکا ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ آپ اپنے حلقہ کے احمدی میٹرک پاس نوجوانوں کو وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درخواست آپکی معرفت آنی چاہیئے۔ درخواست میں امیدوار کی عمر۔ میٹرک کے امتحان میں حاصل کردہ نمبر اور ڈویژن کی تصدیق بھی فرمائیں۔

۲۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز عید الفطر کے بعد ۹ ستمبر ۷۸ء بروز ہفتہ بوقت ۸ بجے صبح وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ایک انٹرویو

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

کا

ایک تازہ ریڈیو انٹرویو

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت انصاف (ہیگ) ۳۰ر جون ۱۹۷۸ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کے سالانہ کنونشن کے افتتاح کے سلسلہ میں ٹورنٹو تشریف لائے۔ مقامی اردو ریڈیو پروگرام "صدائے پاکستان" کے نمائندہ نے ہوٹل "ان اون دی پارک" میں آنجناب سے جو انٹرویو ریکارڈ کیا اور ۸ر جولائی کو نشر کیا۔ وہ ہدیۂ قارئین ہے۔

(ادارہ)

عادل تیموری (نمائندہ ریڈیو) سر! آج کل آپ شمالی امریکہ اور خاص طور پر ٹورنٹو میں تشریف لائے ہیں۔ آپ کی ٹورنٹو میں تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟

سر محمد ظفر اللہ خاں ۔ ہماری جماعت کی جو دوسری سالانہ کنونشن یہاں ان دنوں ہو رہی ہے اس سلسلہ میں یہاں کی جماعت کی طرف سے مجھے دعوت دی گئی تھی کہ میں یہاں حاضر ہو کر اس کنونشن کا افتتاح کروں اور اس میں تقریر بھی کروں۔ اب کی بار ٹورنٹو میں آنے کی یہ تقریب ہوئی ہے۔

عادل تیموری ۔ کیا آپ کے نزدیک اس کنونشن کا بنیادی مقصد حاصل ہوا ہے؟ اور یہ کامیاب ہوئی ہے اور کیا ایسے کنونشن اور بھی ہونے چاہئیں؟

سر محمد ظفر اللہ خاں ۔ ایک تو جیسا میں نے عرض کیا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کینیڈا کی دوسری سالانہ کنونشن ہے۔ توقع یہی ہے کہ یہ ہر سال ہوا کرے گی۔ دوسر

ایک تو میں نے اپنی جماعت کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام جس کے لئے یہاں کی جماعت نے آپ کی خدمت میں درخواست بھیجی تھی ۔ پڑھکر سنانا ہے اور خود افتتاحی تقریر بھی کرنی ہے۔ انگریزی میں آج اور کل اردو میں میری تقریر ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایسے اجتماع ہمارے لئے نہایت ضروری ہیں۔ تاکہ ہمارے جو عقائد ہیں جو تعلیم ہے اور جو مقاصد ہیں ہم ان کی اشاعت کر سکیں۔ اور دوسرے اپنی جماعت کو اپنی تعلیم پر کاربند رہنے کی تلقین کر سکیں تاکہ ہماری جماعت اس تعلیم کو جس پر ہمارا ایمان ہے زبانی ماننے والی نہ ہو۔ بلکہ اس پر عمل کرنے والی ہو۔

میرے نزدیک اس کنونشن کا یہی بڑا فائدہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ ہماری رہے گی

بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ جاری رہے گی انشاء اللہ۔

عادل تیموری ۔ شکریہ ۔ سر آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے ۔ کیا آپ ہمارے سامعین کو یہ بتلائیں گے کہ ترجمے کے دوران آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ مثلاً بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ موزوں الفاظ نہیں ملتے ۔ نیز آپ نے ترجمہ کے دوران کن کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہے ؟

سر محمد ظفر اللہ خاں ۔ قرآن کریم کا ترجمہ نہ صرف ایک نہایت مشکل امر ہے بلکہ ایک لحاظ سے ناممکن امر ہے ۔ ایک صاحب جنہوں نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے وہ کیمبرج یونیورسٹی میں پروفیسر تھے ۔ آربری ARBERRY ان کا نام تھا ان کا ترجمہ بڑا اچھا ہے ۔ انہوں نے لکھا ہے ۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ قرآن کریم کے معنی میں اتنی وسعت ہے کہ کوئی اور زبان ان کی متحمل نہیں ہو سکتی ۔ ایک حد تک معنی قرآن کریم کے بیان ہو سکتے ہیں ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے تعلیم رکھی ہوئی ہے جوں جوں زمانہ بدلتا ہے قرآن کریم سے نئی تعلیم حاصل ہوتی چلی جاتی ہے ۔ اس لئے ایک وقت میں جو شخص ترجمہ کرے گا علاوہ ترجمہ کے جو مشکلات ہوتی ہیں ایک زبان سے دوسری زبان میں وہ قرآن کریم کے لحاظ سے کئی گنا بلکہ کئی سو گنا بڑھ جاتی ہیں ۔

جو پہلے تراجم تھے میں نے ان سے بھی فائدہ اٹھایا ہے خصوصاً ہماری جماعت کے اندر اور دیگر تراجم اور تفاسیر موجود ہیں ۔ ان سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے ۔ پھر بھی میں مانتا ہوں اور میں نے اس بات کی پیش لفظ میں تشریح کی ہے کہ یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے ۔ کہ قرآن کریم کے تمام معنی پر حاوی ہوا جائے ۔ جس وقت جو سمجھ اللہ تعالیٰ دے ۔ اس کے مطابق کسی حد تک یہ معنے انسان بیان کر سکتا ہے ۔ اس ترجمہ کے شائع ہونے کے بعد اب تو دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے ۔ اب تیسرے کا انتظام ہو رہا ہے ۔ مجھے بہت سے خطوط ایسے آئے ہیں ۔ جن میں لوگوں نے لکھا ہے کہ اس ترجمے سے ہمیں قرآن کریم کے معانی کی سمجھ آسانی سے آجاتی ہے ۔ یہ خطوط ہماری جماعت کے احباب کے ہی نہیں غیروں نے بھی لکھا ہے اور ہماری جماعت والوں نے تو بہرصورت اسے خوش آمدید کہا ہے اور نیک رائے رکھتے ہیں ۔

عادل تیموری ۔ شکریہ سر ! آپ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہمارے وائس آف پاکستان کے ٹورنٹو کے پروگرام میں اگر پاکستانی بھائیوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی ۔ کہ آپ ہمارے ان بھائیوں کو کوئی پیغام دیں ۔

سر محمد ظفر اللہ خاں ۔ میں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ کی حیثیت سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ وہ حیثیت ختم ہو چکی ہے ۔ لیکن البتہ ایک پاکستانی ہونے کے لحاظ سے اور اپنے زعم میں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مسلمان ہونے

کے لحاظ سے مجھے ہر جگہ جہاں مسلمان ہوں ہمدردی ہے
خصوصاً پاکستانی مسلمانوں سے جو میرے وطن
کے باشندے ہیں مجھے گہری ہمدردی ہے۔ اگر میں کوئی
پیغام ان کو دینا چاہتا ہوں تو وہ پیغام یہ ہوگا کہ آپ لوگ
باہر آ کر ایک ایسی جگہ بسے ہیں جن کی معاشرت میں بعض
اقدار ایسی ہیں جو ہماری اسلامی اقدار سے مقابلہ کرتی
ہیں۔ ان اقدار کے متعلق آپ کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ
اسلامی جھنڈا سرنگوں نہ ہو۔

آپ میں کوئی ایسی کمزوری پیدا نہ ہو۔ ان کی نقل
میں ایسا کام نہ کریں۔ جس سے اسلام منع کرتا ہے اور
دوسرے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جو ہماری اقدار ان کے
ساتھ مشترک ہیں اس میں آپ ان لوگوں کے لئے نمونہ
بن کر ثابت کریں کہ اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے
وہ اس تعلیم سے اعلیٰ ہے لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے۔
جب ہم عملاً اس تعلیم کو قائم کریں۔ اور یہ لوگ سمجھنے
لگ جائیں کہ مسلمان ہم سے اخلاق اور روحانیت
کے لحاظ سے اعلیٰ درجے کے ہیں۔ اس سے ہماری عزت
قائم ہوگی۔ یہاں بھی ہوگی اور باہر بھی۔ اگر ہم اپنے اندر
یہ حالت پیدا کر لیں تو یہ لوگ ہمیں خندہ پیشانی سے
خوش آمدید کہیں گے۔ بلکہ ہمارے پیچھے پڑیں گے۔ کہ
ہمیں بھی وہ باتیں سکھاؤ جو تم کرتے ہو۔

یہ سب کچھ فوراً ایک رات کے اندر نہیں ہو جائیگا
لیکن آخر اس کا نتیجہ پیدا ہوگا اور پھر ان لوگوں کو خود
کرنا پڑے گا۔

مثلاً ایک مثال لیتا ہوں۔ جو بڑی واضح ہے اگر
ہمارے لوگ شراب سے پورا پرہیز کریں۔ اور ان لوگوں
کو اس کی نقصانوں سے آگاہ کریں۔ تو آخر کسی دن یہ
لوگ چونکیں گے۔ کہ یہ لوگ یہاں رہتے ہیں ان کے اندر
یہ بات نہیں اور ہمارے اندر ہے۔

پھر بعض باتیں ہمارے اور ان کے درمیان
مشترک بھی ہیں۔ مثلاً تجارت میں دیانتداری۔ یہاں
کی بھی اخلاقی قدر ہے ہماری بھی۔

اسی طرح وقت کی پابندی۔ عہد پورا کرنا۔ ان
سب باتوں میں ہم ان سے اعلیٰ نمونہ قائم کریں مثلاً
یہ لوگ بھی کہتے ہیں۔ سچ بولو ہم بھی کہتے ہیں سچ بولنا
چاہیئے لیکن ہماری تعلیم دو لحاظ سے الگ درجہ کی ہے
ایک تو یہ ہے کہ سچ تو ایک لفظ ہے اس کی تعریف
جو قرآن کریم نے کی ہے وہ ان کی تعریف کی نسبت
زیادہ وسیع ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے سچ بولو اور
صاف صاف بات کرو۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا
کہ بات صرف لفظی طور پر صحیح نہ ہو بلکہ واضح اور صاف
ہو۔ کئی اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ مثلاً
دیانتداری کے لحاظ سے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا مقصد خدا تعالیٰ
کی رضا کو حاصل کرنا ہونا چاہیئے۔ ہمارا مقصد روپیہ
کمانا نہیں۔ روپیہ ہم اس لئے کماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے کہا ہے کہ میں نے جو اس قدر استعدادیں دی ہیں
وہ میری عطا ہیں۔ انہیں صحیح طور پر استعمال کرو۔
حلال رزق کماؤ اپنے لئے بھی اور بچوں کے لئے بھی لیکن
ہماری غرض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہیئے۔ کمانا
اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہم راضی کریں۔

یہ بات ہر دعا میں سکھائی گئی ہے۔ کہ مومن
کی اصل غرض خدا تعالیٰ ہے۔ میں نے تو آج صبح بھی
کہا تھا کہ انسان مثلاً شادی کرتا ہے شادی میں اس

کی طبعی خواہشات بھی پوری ہوتی ہیں۔ آگے نسل بھی چلتی ہے۔ لیکن شادی اس لئے کرنی چاہیئے کہ شادی کر کے اپنی زندگی کی تکمیل ہو سکے۔ اور یہ بھی عنایات اللہ تعالےٰ کی ہوں گی لیکن وہ مجھ سے راضی ہو گا۔ کہ جس مقصد زندگی کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ زندگی میں اختیار کر رہا ہوں۔ یہ ایک بات ہے اگر ہم اس کو اپنا لیں تو ہم پر کسی قسم کی آنچ نہیں آسکے گی۔

اللہ تعالےٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہو گی اور ہمارا قدم دن بدن آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا۔

(مرسلہ جناب محمد زکریا ورک کینیڈا)

دو قیمتی چیزیں

مجھے ایک نہایت ہی ذمہ دار شخص نے بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں جب انگریز یہاں سے رخصت ہوئے تو وہ پاکستان کی دو نہایت ہی قیمتی چیزیں کنفیڈنشل بکس میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیں اس سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ یہ بات سُنکر مجھے پریشانی لاحق ہوئی اور مَیں نے رازدارانہ انداز میں اس ذمہ دار شخص سے پوچھا:۔

" تمہیں معلوم ہے وہ کیا چیزیں تھیں؟ "

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میرا شوقِ تجسس اور بڑھ گیا۔ مَیں اس کے اور قریب آگیا۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے راز بتا دینے کی استدعا کی۔ اس نے کہا:۔

" انگریز خدا اور آخرت کا خوف اور قانون کا احترام اپنے ساتھ لے گئے "

یہ سُنکر مَیں نے اپنے دل کو ٹٹولا، وہ ان دونوں چیزوں سے خالی تھا۔ (ماخوذ از "افکارِ پریشاں" — ایم آر کیانی)

(مرسلہ جناب طارق احمد بٹ۔ کراچی)

موازنۂ مذاہب ۴

(سلسلہ کیلئے دیکھیں خالد ربوہ مئی ۱۹۷۸ء)

اسلام اور سکھ مت

(جناب عباد اللہ گیانی۔ ربوہ)

اسلام کی پاک اور مقدس کتاب کا نام قرآن شریف ہے۔ جو رب العالمین کی طرف سے حضرت بانیٔ اسلام۔ سرورِ کائنات۔ فخرِ موجودات۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیّین محمد مصطفےٰ۔ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جو تمام جہان کے لوگوں کے لئے کامل شریعت ہے۔ اور سب کے سب نور اور ہدایت کے سامان لئے ہوئے ہے اس مقدس کتاب کا آغاز جس پاکیزہ آیت سے کیا گیا ہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ اس پاکیزہ آیت کے معنے یہ ہیں کہ

"(میں) اللہ (تعالےٰ) کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (پڑھتا ہوں)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن شریف کی اس پہلی اور مقدس آیت کی تشریح میں بیان فرمایا ہے :-

"یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کی جائے جس کی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے۔ اور طالب حق کے لئے محض تفضل اور احسان سے اسبابِ خیر اور برکت اور رُشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنے والوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی جد و جہد پر ثمرات حسنہ مرتب کرتا ہے۔ اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں یعنی رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہیں سکتا۔۔۔۔۔

اب جاننا چاہیئے کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے۔"

(تفسیر سورۃ الفاتحہ صفحہ ۳۲ و صفحہ ۳۳)

اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اسلام نے اپنی پاکیزہ اور مقدس کتاب کا آغاز الٰہ العالمین کے نام سے کیا ہے اور اس کی دو بڑی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو خاص طور پر پیش کیا ہے۔ اور ہر مومن مرد اور عورت اسی صفت کے ماتحت اپنے ہر کام کی ابتداء جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو۔ ربّ العزت کے مقدس نام سے ہی

کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں یہ حقیقت بیان فرمائی۔ لکھا ہے :-

"یہ آیت ...... پہلی آیت ہے۔ اور قرآن شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے۔ اور جس قدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اس قدر تکرار نہیں پایا جاتا۔ اور چونکہ اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کے ابتداء میں جس میں خیر و برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پا گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بے خبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اس کو بے خبری نہیں ہوگی۔"

(تفسیر سورۃ الفاتحہ صفحہ ۲۹)

سکھوں کی مقدس کتاب گورو گرنتھ صاحب ہے جسے بعض سکھ ودوانوں کے بقول گورو ارجن دیو جی نے سمت ۱۶۵۸ بکرمی (مطابق ۱۶۰۱ء) میں مرتب کیا تھا (ملاحظہ ہو بنساولی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن چودہواں پرکھ صفحہ ۲۰۲ و رسالہ جیون سندیش پٹیالہ رہتاس انک ۔ مئی ۱۹۵۱ء و رسالہ سنت سپاہی امرتسر مارچ ۱۹۲۶ء و گوردوارہ گزٹ امرتسر جون ۱۹۷۷ء) اور بعض کے نزدیک اس کے مرتب کئے جانے کا زمانہ سمت ۱۶۶۱ بکرمی (مطابق ۱۶۰۴ء) ہے۔ (مہان کوش صفحہ ۲۳۵ و صفحہ ۱۳۰۵۔ بھارت درپن صفحہ ۲۱، تواریخ گورو خالصہ نتھ صفحہ ۱۳۳، تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۲ و گور پرتاپ سورج راس انسو وغیرہ)

اس مقدس کتاب کی ابتداء میں بھی قرآن شریف کے پیش کردہ اسلوب کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا آغاز خدا تعالیٰ کے نام سے ہی کیا گیا ہے ۔

گورو گرنتھ صاحب کی ابتداء میں یہ مول منتر درج ہے

"اک اونکار ست نام کرتا پورکھ نربھو
نرویر اکال مورت اجونی سیبھنگ گور پرساد"

(گرنتھ صاحب صفحہ اوّل)

ایک سکھ ودوان پروفیسر پریتم سنگھ جی نے اس مول منتر کے معنے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کئے ہیں :-

"اکال پورکھ (خدا تعالیٰ) ایک ہے ۔ ایک حالت میں (لا متغیر) ہے۔ حاضر ناظر ہے۔ اس کی ہستی موجود ہے۔ وہ تمام کائنات کا خالق ہے۔ اور خود تمام کائنات میں موجود ہے یعنی ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ وہ بے خوف ہے۔ اسے کسی سے کوئی دشمنی و عداوت نہیں۔ وہ غیر فانی اور لازوال ہے۔ وہ جونوں میں نہیں آتا (یعنی پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہے) اس کا پرکاش اپنے آپ سے ہے اور وہ سچے گورو کی مہربانی سے ہی ملتا ہے۔"

(سکھ دھرم دھارا صفحہ ۳۷-۳۸)

ایک سکھ ودوان سردار شونا چند سنگھ جی نے
اس مول منتر سے متعلق یہ بیان کیا ہے :۔
"میکالف نے "اک اونکار" کے معنے
انگریزی میں "THERE IS NO
BUT ONE GOD" کئے تھے۔ یہ
ایک طرح سے "لا إلٰه إلّا الله" کا
لفظی ترجمہ ہے۔" (رسالہ جیون پریتی ستمبر ۱۹۶۶ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو گرنتھ صاحب کو اللہ تعالےٰ
کے نام سے شروع کیا گیا ہے اور اللہ تعالےٰ کی اعلیٰ
صفات کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ میں موجود ہیں اور اس طرح سکھوں کی مقدس
ترین کتاب گورو گرنتھ صاحب اور مسلمانوں کی مقدس
ترین کتاب قرآن کریم کی تعلیمات کی ہم آہنگی واضح
ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت
کی تعلیم دی ہے۔ اسی طرح گورو گرنتھ صاحب بھی یہی
تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ پرنسپل تیجا سنگھ جی نے اس
مول منتر کی تشریح میں یہ بیان کیا ہے :۔

"اک اونکار سے لے کر گور پرساد
تک سکھ دھرم کا مول منتر ہے۔ اور اس
میں وہ بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں
جن پر سکھ دھرم کے تمام اصول مبنی ہیں
..... اگر غور سے دیکھا جائے تو سکھ
دھرم کے بڑے بڑے تمام اصول کہ تمام
دیوی دیوتاؤں کو ترک کر کے خدائے
واحد پر ایمان لانا۔ روح اور مادہ خدا
تعالےٰ کی تخلیق تسلیم کرنا اور اللہ تعالیٰ
کا اوتاروں کی شکل میں پیدا ہونے سے
انکار کرنا۔ نجات کے
لئے گورو جی کی بخشش یا فضل کے متلاشی
ہونا۔ ان تمام باتوں کی بنیا اس مول
منتر میں موجود ہے۔"

(جپ جی مترجم صفحہ ۳۵)

اس سلسلہ میں پرنسپل صاحب موصوف نے یہ بھی بیان
کیا ہے کہ :۔

"اس طرح یہ مول منتر ایک منگلا چرن
بن جاتا ہے۔ اور اس طرح اس کے
معنے یہ ہونگے "اس گورو کی کرپا سے
شروع کرتا ہوں۔ جس کی تعریف اک
اونکار سے لے کر سیھنگ تک کی گئی ہے۔"
ان معنوں کی تصدیق اس بات سے
بھی ہو جاتی ہے کہ سری گورو گرنتھ صاحب
میں شبدوں سے قبل اسی مول منتر کے
ابتدائی اور آخری الفاظ لے کر
"اک اونکار ست گور پرساد"
لکھ کر منگلا چرن کیا گیا ہے۔ اسی طرح
"گور پرساد" اور "تفضل اکالی" کے الفاظ
ہیں۔ اسلامی کتب میں بسم اللہ کا
مطلب بھی منگلا چرن والا ہی ہے۔
اور اس کے لغوی معنے اللہ کے نام کے
ساتھ ہیں۔ لیکن محاورہ میں یہ معنے
لئے جاتے ہیں کہ "اللہ کے نام کے
ساتھ شروع کرتا ہوں۔"

(جپ جی مترجم صفحہ ۴۴)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ ودوانوں کے بقول جس طرح

قرآن شریف کی ابتداء بسم اللہ سے کی گئی ہے جس کے
معنے سکھ ودوانوں کے نزدیک بھی

"اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں"

ہیں۔ گورونانک جی نے بھی اس کی تقلید میں اپنے
مقدس کلام کا آغاز مول منتر سے کیا ہے جو اپنے اندر
بسم اللہ والا مفہوم ہی لئے ہوئے ہے اور جس کے
اصطلاحی معنے پرنسپل تیجا سنگھ جی کے نزدیک یہ ہیں۔

"اس گورو کی کرپا سے شروع کرتا ہوں
جس کی تعریف اک اونکار سے لے کر
سیبھنگ تک کی گئی ہے"

یہاں یہ تلخ حقیقت بیان کر دینا بھی ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ جہاں اہل اسلام میں تیرہ سو سال سے بسم اللہ
کی ایک ہی شکل چلی آ رہی ہے اور سارے قرآن شریف
میں ایک ہی طرز پر مرقوم ہے۔ وہاں ہمارے سکھ
دوست گورو گرنتھ صاحب کی بسم اللہ مول منتر کی
حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔ اور خود گورو گرنتھ صاحب
میں یہ مختلف مقامات پر پانچ الگ الگ شکلوں میں
درج ہے[1]

اس کے علاوہ سکھ کتب میں اور گورو گرنتھ صاحب
کے قلمی نسخوں میں اس کی بے شمار شکلیں ملتی ہیں جو
خود سکھ گورو صاحبان اور دوسرے سکھ بزرگوں کے
ذریعہ وجود میں آئی ہیں۔ چنانچہ مشہور سکھ سکالر سردار
شمشیر سنگھ جی اشوک نے گورو گرنتھ صاحب کے بعض
قلمی نسخوں سے تبدیل شدہ مول منتر درج کرنے کے بعد
بیان کیا ہے کہ

"ان حوالہ جات میں نہ صرف اک اونکار
ست نام کرتا پورکھ .... وغیرہ
مول منتر کو ہی بدلا گیا ہے بلکہ سیاریوں
اور اونکڑوں (زیروں زبروں) کو بھی
جگہ جگہ سے اڑا دیا گیا ہے اور دو جگہ
[illegible] کی بجائے [illegible] درج کیا گیا ہے
اسی طرح اور بھی متعدد کمی بیشی اور غلطیوں
کی مثالیں گورو گرنتھ صاحب کے ان
نسخوں میں ملتی ہیں"

(رسالہ گوردوارہ گزٹ جون ۱۹۷۷ء)

گورو گرنتھ صاحب کے صفحہ اول پر درج مول منتر
سے متعلق بھی سکھ محققین کا خیال ہے کہ اس کی موجودہ
شکل گورو ارجن جی کی ترمیم شدہ ہے۔ گویا کہ پہلی
شکل نہیں۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان سردار رنجیت سنگھ
کھڑک نے لکھا ہے:۔

"مول منتر کی موجودہ مستند شکل سری
گورو ارجن دیو جی مہاراج کے قلم سے
گورو بابا تحریر کو ترمیم کے اصلاح کی
گئی ہے۔" (گورمت پرکاش ستمبر ۱۹۶۹ء)

ایک اور سکھ ودوان پنڈت نارائن سنگھ جی نے بھی
گورو ارجن جی کا مول منتر میں تبدیلی کرنا بیان کیا ہے
(ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب مترجم پنڈت نارائن سنگھ
دیباچہ ص ۲۴)

یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ گورو نانک جی
کا مول منتر بھی اپنی اصلی حالت پر قرار نہ رکھ سکا
اور اس میں تبدیلی کر دی گئی۔ اور اس تحریف کا ایسا

---

[1] ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب ص ۱ و ص ۱۲۷ و ص ۱۲۸ و ص ۵۴۲
(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر ستمبر ۱۹۶۹ء)

... منسوب کر دیا گیا۔ اب ان مول منتروں کی صحیح تعداد بیان کرنا آسان نہیں۔

ایک سکھ ودوان پروفیسر سنگھ جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جس طرح مسلمانوں کا یقین ہے کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر سارے قرآن میں پھیلی ہوئی ہے۔ یا یوں کہو کہ سارا قرآن شریف بھی سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے اسی طرح سکھوں کا خیال بھی یہی ہے کہ مول منتر کی تشریح جپ جی ہے۔ اور جپ جی کی تشریح گورو گرنتھ صاحب ہے یعنی قرآن شریف کا خلاصہ سورۃ فاتحہ اور گورو گرنتھ صاحب کا خلاصہ مول منتر ہے۔" (گورمت درشن صفحہ ۱۴۲)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ مسلمانوں کا یہ نظریہ ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن شریف کا خلاصہ ہے۔ یعنی سارا قرآن شریف سورۃ فاتحہ کی ہی تفسیر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"سورۃ فاتحہ کا نام اُمّ القرآن بھی ہے۔ کیونکہ وہ تمام قرآنی مطالب پر احسن پرایہ میں حاوی ہے اور اس نے سیپ کی طرح قرآن کریم کے جواہرات اور موتیوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے۔ اور یہ سورۃ علم وعرفان کے پرندوں کے لئے گھونسلوں کی مانند بن گئی۔ یاد رہے کہ قرآن کریم میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے چار مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) علم مبدء (۲) علم معاد (۳) علم نبوت (۴) علم توحید ذات وصفات اور لاریب یہ چاروں علوم سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔" (تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ ۲۳)

سیر و سیاحت نمبر

جناب ملک لال خاں

وادی نیلم کی سیر

قارئینِ خالد جناب ل۔ خ۔ ملک کے نام سے نہ صرف متعارف بلکہ مانوس ہیں۔ سیر و سیاحت آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ کم و بیش ہر سال ہی کوہ نوردی کے لئے شمالی کوہستانی علاقوں کی سیر کو نکلتے ہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ برس جب آپ وادیٔ کنہار میں اپنے کوہ نورد ساتھیوں کے ساتھ "معتکفِ کوہ و دشت و ویرانہ" رہے تو آپ کی کنہار سے آنکھ مچولی کی داستان خالد میں بالاقساط شائع ہوئی تھی جسے قارئین نے پسند کیا تھا۔ گزشتہ برس بیرونِ ملک چلے جانے کے باعث کوہ نوردی کا پروگرام آپ کو ملتوی کرنا پڑا۔ امسال ہی میں آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وادیٔ نیلم کی سیر سے لوٹے ہیں۔ اپنے ایک تازہ مکتوب میں اس دلچسپ کوہستانی پیدل سفر کا کچھ حال آپ نے لکھا ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

ہمارا ہائیکنگ سفر کیسے گذرا [illegible] تو [illegible] برادران بادشاہ سلامت[1] اور ان کے وزیر باتدبیر عبدالصمد احمد صاحب سے آپ کو علم ہو چکا ہو گا یا ہو جائے گا۔ مختصراً میں بھی عرض کر دیتا ہوں۔ کہ سوائے موسم کے کسی سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ موسم کی تکلیف بھی دوستوں کی ہمراہی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تکلیف سے زیادہ پُرلطف تجربہ ثابت ہوئی ...... ہمارے ساتھ آغاز تو سرمنڈاتے ہی اولوں والا ہوا۔ آزاد کشمیر کی وادیٔ نیلم میں دواریاں پہنچ کر جب ہم نے پیدل سفر شروع کیا تو استقبالیہ بارش کی طرف سے پیش ہوا۔ پہلے تو کہیں درختوں کی آڑ لی۔ کہیں کسی چٹان کی اوٹ میں

[illegible] ہم [illegible] کہ اس استقبالیہ میں ظہرانہ کے علاوہ عصرانہ بلکہ عشائیہ بھی شامل ہے۔ جب ہمارے کپڑوں کے خفیہ ترین حصے بھی مشروب عصرانہ سے سیر ہو چکے تو فیصلہ ہوا کہ اب ADVANCE ممکن نہیں ہے اور سامنے نظر آنے والی جھگیوں میں پناہ لینے کے سوا چارہ نہیں۔ وہاں کا منظر بھی دلچسپ تھا۔ چند جھونپڑیاں[2] جو صرف بکریوں یا بچوں کے سائز کی بنائی گئی تھیں بکریوں، بچوں اور دھوئیں سے پُر تھیں۔ ہمارے ہمراہیوں میں بھی ایک "بچہ" شامل تھا اس دریافت کا سہرا فاتح[3] کے سر ہے۔ جس نے مہمانوں کے آنے پر اپنی والدہ کو جا کر بتایا کہ امی! مہمانوں واسطے کمرے میں ایک بچہ اور چار آدمی آ [illegible] ہے کہ تحقیق کے مطابق وحید احمد صاحب [illegible] ٹھہرے ہم نے اس کے ذریعے

---

[1] اس سفر میں محترم ملک صاحب کے رفقاء سید سلیمان احمد (بادشاہ سلامت) مرزا عبدالصمد احمد، سید قمر سلیمان احمد مرزا وحید احمد اور سید طاہر احمد تھے۔

[2] [illegible] محترم ملک صاحب کا فرزند [illegible] بعمر ۱۳ سال

سلسلہ جنبانی چلانا چاہا۔ مگر عورتیں موسلادھار بارش میں باہر کھڑے پانچ آدمیوں اور ایک بچے کو شرابور بھیگتے دیکھکر بھی ذرا نہ پسیجیں اور ان کا اصرار مسلسل یہی رہا کہ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے ناچار انسانوں سے مایوس ہوکر حیوانوں سے استمداد کی ٹھٹھری چند ممناتی ہوئی بکریوں کو ایک جھونپڑی سے نکال باہر کیا اس وعدے پر کہ بارش رکنے پر خالی کر دینگے۔ انہوں نے بھی بارش کے پیش نظر جھونپڑی کے فرش کو ہر قسم کے حوائج سے فراغت کے لئے فراخدلی سے استعمال کیا ہوا تھا۔ بیلچے سے فرش کی صفائی ہوئی۔ باہر پالک کے لہلہاتے ہوئے میدان سے بھیگتی ہوئی پالک کاٹ کراسے فرش پر بچھایا اس پر اپنے بستر بچھائے اور ZORCED LANDING پر ضائع ہونے والے وقت سے استفادہ کی خاطر کھانے پینے میں مشغول ہو گئے۔ خیال تھا کہ بارش رُکے گی تو نکلیں گے اور رات اپنی منزل مقصود پر ہی گزاریں گے۔۔۔۔ لیکن اس جھونپڑی نے کہا۔ کہ آمدن باارادت رفتن باجازت "۔ اور اس اجازت سے پہلے وہ ہمیں اپنی مہمان نوازی کے تمام پہلوؤں سے ممنون کرنا چاہتی تھی۔ ہم حلوہ بنانے کے لئے سامان نکال رہے تھے کہ دھپ سے چھت کا ایک بڑا سا ٹکڑا ساتھ آگرا۔ ہم ذرا ادھر سرک گئے۔ وقفے وقفے سے یہ عمل مختلف جگہوں سے جاری رہا۔ کھانا پکاتے اور کھاتے اتنی دیر ہو گئی کہ اب اگر بارش رکتی بھی تو بھی اگلی جگہ پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اور پھر یہ خیال بھی آیا۔ کہ یہاں تو بکریاں مان گئی ہیں اگر وہاں گائیں ہوئیں اور وہ نہ مانیں تو کیا ہوگا یہی ٹھہرا کہ رات یہیں گزریگی۔

ہمارے معالج خصوصی قمر سلیمان احمد صاحب کو خیال آیا کہ ہم تینوں نے اگر یہی گیلے کپڑے زیبِ تن رکھے تو کہیں اگلی صبح کوئی ناخوشگوار منظر نہ دیکھنا پڑے انہوں نے ہدایات جاری کیں کہ تمام احباب اپنے تھیلوں سے اپنے خشک کپڑے (SPARE SET) نکال کر پہن لیں۔ تاکہ سردی لگنے کا خطرہ نہ رہے۔ سیّد طاہر احمد صاحب مسکرا رہے تھے وہ اپنے تھیلے کے اندرونہ کا جائزہ لے چکے تھے۔ وحید میاں صاحب پکارے کہ میرے تو اندر والے کپڑے بھی بھیگ چکے ہیں۔ بادشاہ صاحب کا "اندرونہ" بھی کچھ بہتر نہ نکلا۔ اور صمد صاحب تو پینٹ زائد ساتھ لائے ہی نہیں تھے جو گیلی یا خشک برآمد ہوتی یہی حال سب کے کپڑوں کی خشکی کا نکلا۔ البتہ بادشاہ صاحب کو آگ جلانے کی ڈیوٹی کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ان کے پہنے ہوئے کپڑے آگ کے سامنے خشک ہو گئے۔

اب سونے کا مرحلہ آیا تو پتہ چلا کہ جھونپڑی چھ آدمیوں کے سونے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اس کے آتشدان اور چھت سے آزاد حصے کو نکالنے کے بعد باقی جگہ پر صرف طاہر اور قمر اور وحید اور زیادہ سے زیادہ صمد کے لئے گنجائش ہے۔ رہے بادشاہ صاحب اور میں۔ تو یا تو ہم پہرہ دیں یا کھلے آسمان تلے سوئیں۔ قمر صاحب کو ہمارے حال پر رحم آگیا اور انہوں نے سب کو پاؤں کی طرف سرکنے کا مشورہ دیا۔ ان کے سروں کی طرف میری جگہ نکل آئی۔ بادشاہ صاحب کو اس حصے میں سلایا گیا جہاں سے چھت گر رہی تھی۔ ان کے اوپر ایک واٹر پروف چادر دیدی گئی۔ ہدایت انہیں یہ تھی کہ اگر چھت کا کوئی ٹکڑا ان کے اوپر آگرے تو وہ ہمیں بیدار ضرور کر دیں پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا کیا جائے بادشاہوں کی ہمت کی داد دینا پڑی۔

لیکن اب اندر بھی بارش شروع ہو گئی۔ سارے دن کی بارش سے چھت نے جو پانی جذب کیا تھا وہ اب اس کے نیچے سے ثانوی بارش کی صورت میں رواں تھا گویا جھونپڑی ہماری حالتِ زار پہ آنسو ٹپکانے لگی تھی ہر چند بستر کے کسی حصے پہ گرنے والے قطروں کا ہمیں فوری نقصان کوئی نہ تھا لیکن یہ تصور کہ یہ پانی آہستہ آہستہ جسم تک پہنچنے کی جستجو کرے گا روح فرسا تھا۔ پھر بستر کے حصوں پہ ہی بس نہیں تھی۔ طاہر نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ذرا سا منہ اپنے سلیپنگ بیگ سے نکالا تو ہوا ٹپ" آہ۔ قطرہ میرے منہ میں گرا ہے"۔ چوہوں کی طرح بستروں میں دبکے پڑے تھے یہ جاننے کے باوجود کہ تھوڑی دیر میں ہم سلیپنگ بیگ میں نہیں بلکہ بیدنگ بیگ BATHING BAG میں تیر رہے ہونگے ہم کچھ کر نہیں سکتے تھے۔

ذرا سی آنکھ لگی ہو گی کہ بادشاہ صاحب چنگھاڑے "آہ میرے اوپر گائے چڑھ آئی ہے"۔ میں حیران تھا کہ جگہ ہم نے بکریوں سے لی ہے۔ گائے کا یہاں کیا کام جب ہم سب چیختے چنگھاڑنے لگے۔ تو گائے گھبرائی اور اس نے اس آسیب زدہ جھونپڑی میں شب بسری کا ارادہ ترک کر دیا۔ بہتر ہوتا کہ وہ اپنی تمام ساتھی گائیوں کو جھونپڑی کے بدلے ہوئے حالات کے بارے میں بتا دیتی تاکہ ہمیں بار بار ہر گائے کے اندر گھس آنے پر یہی ڈرامہ نہ دہرانا پڑتا۔ ویسے میں حیران ہوا کہ ہر دفعہ آنے والی گائے نے بادشاہ صاحب ہی کو کیوں اسلام علیک سلیک کے لئے چنا۔

صبح ہم پر اس حال میں طلوع ہوئی کہ ہم میں سے

ہر ایک کا حال انتہائی پتلا تھا۔ کپڑے بستر سب کچھ بھیگ چکا تھا۔ بلکہ اس رطوبت کا اثر ہماری ہمت تک پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ ناشتے کے بعد پسپائی (RETURN) کا فیصلہ ہوا کیونکہ گیلے کپڑوں اور گیلے بستروں کے ساتھ ہم کہیں بھی جانے کے قابل نہیں رہے تھے۔ طے یہ پایا کہ واپس دواریاں چلتے ہیں اور بہتر موسم کی انتظار کرتے ہیں جب کپڑے اور بستر خشک ہو جائیں گے تو پھر دیکھی جائیگی

پسپائی کا یہ سفر بہت اداسی میں طے ہوا۔

خدا تعالیٰ نے پھر بہت شفقت فرمائی۔ اگلے دن سورج اپنی پوری تابانی سے چمکا اور ایک ہی دن میں ہمارے بستر اور کپڑے اور تھیلے اور جوتے سب کچھ خشک ہو گیا۔ اور ہمت بھی لوٹ آئی۔

باقی سفر سارا بہت خوشگوار رہا۔ بارش تو وقفہ وقفہ سے ہوتی رہی۔ مگر پہلے دن تو بارش نے گریہ گشتن روزِ اوّل والا معاملہ کیا جس کے لئے نہ ہم جسمانی طور پر تیار تھے نہ ہی ذہنی طور پر۔

چھوٹے چھوٹے دلچسپ حادثات بھی ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے خطرناک کوئی نہیں ثابت ہوا۔ الحمد للہ ہم سب بھائی خیریت سے لوٹے۔ ثم الحمد للہ۔

سوال و جواب:- ادارہ خالد علمی، دینی، مذہبی، تاریخی، سائنسی اور معلوماتی سوالات کے جوابات کا ایک سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہے قارئین کرام اگر کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہوں تو لکھکر دفتر ماہنامہ خالد کو ارسال فرمائیں۔ خالد کے ذریعہ یہ جوابات قارئین تک پہنچائیں گے (انشاء اللہ)

(سوالات کے ساتھ اپنا نام و پتہ لکھنا نہ بھولئے) (ادارہ)

لنڈن کانفرنس

عالمی پریس اور کسر صلیب کانفرنس

جون ۱۹۷۸ء میں لنڈن میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس کے متعلق عالمی پریس نے نہ صرف کانفرنس کے بعد بلکہ اس کے انعقاد سے پہلے بھی کافی دلچسپی لی۔ اس سلسلہ میں چند مزید تراشے پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ تراشے انگلستان سے جناب صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب مہتمم اشاعت نے بھجوائے ہیں۔ انگریزی تراشوں کا ترجمہ جناب لئیق احمد صاحب طاہر استاذ الجامعہ نے کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔ (ادارہ)

امام مسجد لنڈن جناب بشیر احمد رفیق کو کانفرنس کے سلسلہ میں سری نگر جانے کا بھی موقع ملا۔ چنانچہ سری نگر کے اخبارات "آئینہ"۔ "آفتاب"۔ اور "سری نگر ٹائمز" نے اپنی ۲۴ جنوری ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں اس خبر کا تذکرہ کیا "سری نگر ٹائمز" رقمطراز ہے:۔

کیا حضرت عیسیٰ کشمیر آئے تھے؟

امام مسجد احمدیہ لنڈن تحقیقات کرنے یہاں آ رہے ہیں۔

سری نگر ۲۴ جنوری۔ آج ۲۴ جنوری کو مسجد احمدیہ لندن کے امام بشیر احمد صاحب رفیق اور اخبار ڈیلی ٹیلیگراف لندن کا نمائندہ سری نگر میں بذریعہ طیارہ وارد ہو رہے ہیں وہ یہاں تین روز تک قیام کرینگے۔ حضرت عیسیٰ کی کشمیر میں آمد سے متعلق دعویٰ کی تحقیقات کریں گے۔ واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق لندن میں جون کے مہینے میں ایک بین الاقوامی سیمینار ہو رہا ہے اس سیمینار میں دنیا بھر کے مختلف مکاتیب فکر کے لوگ حضرت عیسیٰ کی مشرق میں آمد پر مقالے پڑھیں گے۔"

۲۸ جنوری ۱۹۷۸ء کو "مارننگ ٹائمز" سری نگر نے حسب ذیل خبر دی:۔

امام مسجد لنڈن سری نگر میں

آج پریس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔

سری نگر۔ گذشتہ روز سے امام مسجد لنڈن سری نگر وارد ہوئے۔ آپ کے ہمراہ پاکستانی باشندے جو کہ احمدیہ مشن کے سلسلے میں لنڈن سے آئے ہوئے ہیں بھی ساتھ ہیں ان کے علاوہ آپ کے ہمراہ لنڈن ڈیلی ٹیلیگراف کے خاص نمائندے اور کیمرہ مین بھی یہاں پہنچ گئے۔ وادی میں آپ روبرائے پیلس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے آج آپ اخباری کانفرنس سے خطاب کرنے والے ہیں ہمارے نمائندے کا کہنا ہے کہ پریس کانفرنس کے بعد آپ بذریعہ طیارہ نئی دہلی روانہ ہونگے آپ نے یہاں پر حضرت عیسیٰ کے بارے میں کچھ تحقیق کی اور اننت ناگ کے کچھ علاقوں کا دورہ کیا اس دورے میں ریاست کے احمدیہ مشن کے سربراہ غلام نبی نیاز بھی آپ کے ہمراہ تھے۔"

۷ جنوری کی اشاعت میں سری نگر ٹائمز نے حسب ذیل دو کالمی سرخی کے تحت لکھا۔

اگر کسی کو اعتراض نہ ہو تو روضہ بل کا مقبرہ کھولا جا سکتا ہے

امام مسجد احمدیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ سرینگر میں دفن ہیں،

سرینگر ۱۶ر جنوری۔ مسجد احمدیہ لندن کے امام بشیر احمد رفیق نے آج یہاں پریس کانفرنس میں مختلف کتابوں کا حوالہ دیکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت عیسیٰؑ کا جسد خاکی روضہ بل (خانیار) میں دفن ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اگر یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسےٰ روضہ بل خانیار میں دفن ہیں تو کیا آپ ان کی قبر کھول سکتے ہیں آپ نے کہا ہاں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس سے جذبات مجروح ہونے کا اندیشہ ہے خاصکر کشمیری مسلمانوں کے۔ آپ سے دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ اگر آپ قبر کھولنا نہیں چاہتے ہیں تو یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ فی الواقعی حضرت عیسےٰ روضہ بل میں ہی دفن ہیں۔ آپ نے کہا۔ اگر یہاں کے مسلمانوں، مرکزی اور ریاستی سرکار کو اعتراض نہ ہو۔ تو قبر کھود دی جا سکتی ہے مسٹر رفیق نے یہ تھیوری بھی پیش کی کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر جاں بحق نہیں ہوئے ہیں اگر یہ حتمی طور پر ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر مرے نہیں تو عیسائیت کی بنیاد ہل جائے گی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت عیسےٰ کشمیر کیسے آئے۔ آپ نے کہا اسرائیل کے چھ قبیلے غائب ہوئے تھے حضرت عیسےٰ ان کی تلاش میں نکلے۔ اور کشمیر پہنچے۔ آخر پر کہا اس سال جون کے ماہ میں لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس ہو رہی ہے جس میں اس بات پر غور کیا جائے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ کیسے جاں بحق ہوئے ہیں ؛

۷ر جنوری کو اخبار "آفتاب" سرینگر نے سہ کالمی موٹی سُرخی کے تحت یہ خبر دی :-

کیا حضرت عیسےٰ کشمیر آئے تھے؟ مرزائیوں نے نئی مہم شروع کر دی

لندن میں اس سوال پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہو رہا ہے

سرینگر۔ اس سال ۲ر جون سے لندن میں انجمن احمدیہ کے اہتمام سے ایک تین روزہ کانفرنس شروع ہو رہی ہے جس میں اس دلیل کو زیر بحث لایا جائے گا کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر وفات نہیں پا گئے۔ بلکہ ہجرت کر کے کشمیر پہنچے اور

میں انہوں نے وفات پائی - کل یہاں اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران مسجد احمدیہ لندن کے امام بشیر احمد رفیق نے کہا کہ اس کانفرنس میں مختلف عقیدوں سے تعلق رکھنے والے دنیا بھر کے سینکڑوں عالموں، تاریخ دانوں اور سکالروں کی شرکت متوقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ برس جولائی میں اس کفن کی تحقیق سے جس کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جسم کو صلیب سے نیچے اتارنے کے بعد [illegible] لپیٹا گیا تھا۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ اس پر خون [illegible] داغ بھی ہیں جو کسی زندہ انسان کے جسم سے ہی خارج ہو سکتا ہے۔ اور اس پر حضرت عیسیٰ کی شبیہہ منقش ہے - مسٹر بشیر احمد رفیق نے کہا ہے کہ انہوں نے خانیار روضہ بل میں اس مقبرے کی تصویریں سنڈے ٹیلیگراف لندن کے نمائندوں سے کھنچوائی ہیں جسے حضرت [illegible] سے منسوب کیا جاتا ہے اور یہ اخبار اس موضوع پر [illegible] نمبر شائع کر رہا ہے - انہوں نے کہا - کہ احمدیوں کا حضرت عیسیٰ سے متعلق یہ نظریہ یورپ اور امریکہ میں زبردست مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور ہالی ووڈ کی ایک فلم کمپنی اس موضوع پر فلم بنانے کے لئے اگلے موسم گرما میں کشمیر آ رہی ہے لیکن جب اخباری نمائندوں نے ان سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں احمدیوں کی اس دلیل پر سوالات پوچھے تو وہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ اور کہا کہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں دفن ہیں اس لئے ہم اس پر یقین کرتے ہیں۔ رفیق صاحب نے کہا کہ احمدیوں کی اس دلیل کے حق میں تاریخی شہادتیں ہیں لیکن کسی ایک شہادت کا نام لینے میں ابھی وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ جب ایک اخباری نمائندے نے ان سے پوچھا کہ کیا انجمن احمدیہ روضہ بل کی قبر کھول کر تحقیق کرنے کے حق میں ہیں۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ لیکن بعد میں اخباری نمائندوں کے سوالات سے لاجواب اور بے بس ہو کر انہوں نے کہا کہ اگر اس سے کوئی مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو احمدیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

۸ر جنوری کو ہندسماچار جالندھر نے لکھا۔

کیا یسوع مسیح کو سری نگر میں دفن کیا گیا تھا؟

لندن کی بین الاقوامی کانفرنس میں احمدیہ تھیوری پر غور ہوگا۔
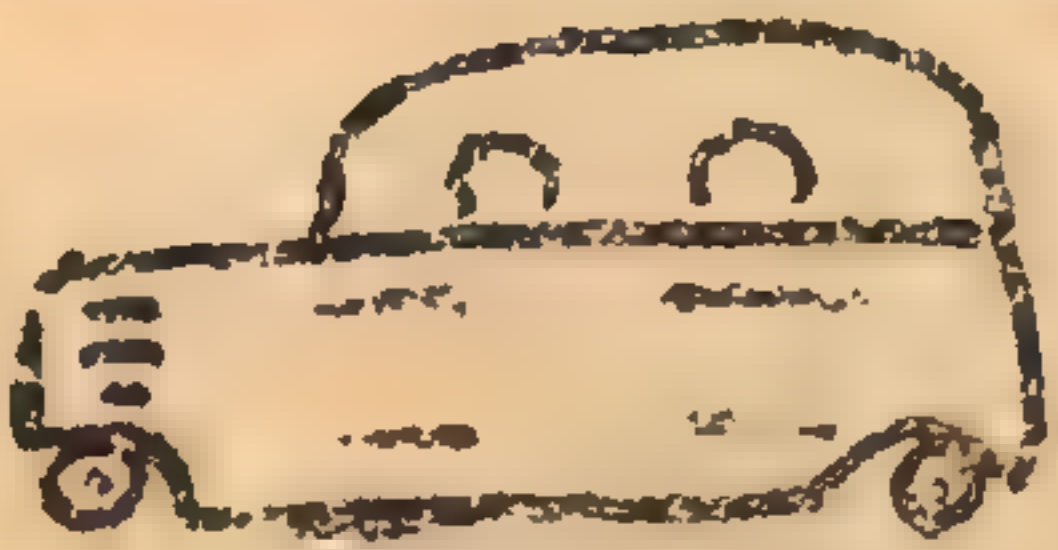
لندن کے دو جرنلسٹ کشمیر میں یسوع مسیح کی قبر بارے ریسرچ کر رہے ہیں۔

صلیب پر یسوع مسیح کی موت بارے مختلف نظریات کا تجزیہ۔

سری نگر ۱۴ر جنوری بذریعہ تار۔ یسوع مسیح کی موت اور ہروزہ بل میں اسے دفن کرنے کے بارے لندن میں شروع ہونے والی تین روزہ کانفرنس میں وچار کیا جائے گا۔ اس انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام احمدیہ مسلمانوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے لندن میں اس عقیدہ کے لگ بھگ دس ہزار افراد موجود ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح کی موت صلیب پر لٹکائے جانے سے نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اسرائیل کے آخری قبیلہ کی تلاش میں بھارت اور دنیا کے دوسرے کئی دیشوں میں گیا ان لوگوں کے خیال کے مطابق کشمیری اسرائیل کے آخری قبیلہ میں سے ہیں۔ لندن کی احمدیہ مسجد کے امام بی اے رفیق جو ان دنوں یہاں آئے ہوئے ہیں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ یسوع مسیح بارے اس سلسلہ کے نظریہ میں سارے یورپ میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے سوالوں کے جواب میں رفیق نے کہا کہ یسوع مسیح کی قبر ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کرنے کے لئے ہروزہ بل کی گپھا کو کھولنے کے حق میں نہیں ہیں تاہم انہوں نے کہا کہ اگر کچھ لوگوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگتی ہو تو قبر کی کھدائی کرانے میں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور کہ قبر کی کھدائی کا کام بھارت سرکار اور کشمیر سرکار کی طرف سے عوام کے تعاون اور اشتراک سے کرایا جا سکتا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں رفیق نے اس بات سے اتفاق کیا کہ اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ یسوع مسیح کی موت صلیب پر

نہیں ہوئی تو اس سے عیسائی مت کے لوگوں کے جذبات کو ٹھیس لگے گی۔ ہمارے نمائندہ متعینہ سری نگر سے اطلاع دی ہے کہ یسوع مسیح کے کشمیر میں مرنے اور سری نگر کے قریب دفن کئے جانے کی تھیوری کی جانچ پڑتال ان دنوں دو انگریز جرنلسٹ ان دنوں یہاں کر رہے ہیں۔ یہ دونوں جرنلسٹ جو لندن کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نمائندے ہیں۔ خاص طور پر اسی مقصد کے لئے بھارت آئے ہیں۔ اوائل میں اس تھیوری کا انکشاف مشہور احمدیہ لیڈر غلام احمد قادیانی نے یسوع مسیح کی بھارت میں آمد[۱] نامی کتاب میں کیا ہے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس بارے الہام ہوا ہے۔ اور اس کے بعد انہوں نے اس سچائی کو دنیا پر ظاہر کیا ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مرزا غلام احمد نے اسلام میں اس تھیوری کو پھیلایا ہے۔ ان حقائق سے تقویت ملتی ہے کہ یسوع مسیح بہت ہی تھوڑے وقت کے لئے صلیب پر رہا۔ جس کی انسانی موت ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ دو دوسرے چور جنہیں یسوع مسیح کے ساتھ سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ ان کو جب اتارا گیا تو ان کی موت نہیں ہوئی تھی۔

صوفی مسیح الرحمان نے اپنی کتاب "یسوع مسیح کی قبر" میں لکھا ہے۔ کہ عیسائی مت کو ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح دوبارہ زندہ ہو گئے اور پھر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

اول یہ کہ مر چکا آدمی دوبارہ جسمانی طور پر زندہ ہو گیا (۲) جسمانی طور پر جسم پرواز کے ذریعے آسمان پر پہنچ گیا (۳) کہ آسمان بھی زمین کی طرح ایسی جگہ ہے جہاں اس دنیا کے لوگ رہ سکتے ہیں۔ تاہم جہاں میں

[۱] مراد "مسیح ہندوستان میں"۔ ناقل

کے بعد اس سلسلہ میں کئی نئے امور سامنے آنے کا امکان ہے قطعی طور پر فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا:

برطانیہ کے مشہور اخبارات نے بھی کانفرنس سے قبل اس کی خبروں کو خاص جگہ دی۔ دو انگریزی اخبارات کے تراشوں کا ترجمہ پیش خدمت ہے:۔

ایوننگ سٹینڈرڈ۔ لندن EVENING STANDARD نے اپنی ۲۹؍ مارچ ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں یہ تفصیلی خبر دی:۔

"مسیح کا مقبرہ کشمیر میں دریافت کر لیا گیا"

ہندوستان کے ایک ماہر آثار قدیمہ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے کشمیر میں حضرت مسیح ناصری کا مقبرہ تلاش

کر لیا ہے۔

امام لندن مسجد بشیر احمد رفیق صاحب نے کہا ہے کہ پروفیسر فدا ایم حسنین جون میں لندن آ رہے ہیں تا اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شواہد پیش کریں۔ وہ یہ دلائل اس عالمی کانفرنس میں پیش کریں گے جس میں اس عقیدہ کی وضاحت کی جائے گی کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔

بشیر رفیق صاحب نے کہا کہ جناب پروفیسر حسنین (جو ریاست کشمیر کے آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر ہیں) نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں ان کی طرف سے اعلان کروں کہ انہوں نے کشمیر کے مقبرے سے ایک عیسائی صلیب بھی دریافت کی ہے۔ یہ بات بشیر رفیق صاحب نے برمنگھم میں ایک کانفرنس میں بتائی۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ پروفیسر حسنین نے کشمیر کے پتھروں پر بعض ایسی عبارات بھی دریافت کی ہیں جو ان کے دعویٰ کی تائید کرتی ہیں۔

بشیر رفیق صاحب برطانیہ میں اسلام کے ایک فرقہ "جماعت احمدیہ" کے لیڈر ہیں۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ کو ان کے حواریوں نے صلیب سے اتارا اور آپ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہونے سے قبل اپنے زخموں سے صحت یاب ہوئے اور آپ نے کشمیر میں بڑی عمر میں جا کر وفات پائی۔ اور وہاں ایک وادی میں مدفون ہیں۔

جناب رفیق نے کانفرنس میں بتایا (جس کا اہتمام جماعت احمدیہ نے کیا تھا) کہ جناب حسنین احمدی نہیں ہیں۔ اس اعتبار سے ان کی تحقیق کسی تعصب یا جذبہ کی

پر صحیح قرار نہیں دی جا سکتی۔

سرینگر (کشمیر) کا مقبرہ سب لوگوں میں مشہور ہے اور وہ اسے مسیح (گمشدہ) بھیڑوں کو جمع کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ اس پر ایک مسیحیوں کی صلیب بھی بنی ہوئی ہے اور ایک پتھر کی سل پر سنگتراش نے دو فٹ لمبا ایک خاکہ سا بنایا ہوا ہے اور سل میں بعض سوراخ بھی کئے ہوئے ہیں جو اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے پاؤں کس جگہ سے کیلوں اور میخوں سے چھیدے گئے تھے۔

جناب پروفیسر حسنین کا ارادہ ہے کہ وہ اس ضمن میں لندن میں آئندہ جون میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں مقبرہ کی تصاویر بھی دکھائیں گے۔ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ منعقد کر رہی ہے جس نے

ساری دنیا کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے اعلانِ جہاد کیا ہوا ہے۔ (یعنی تبلیغ اسلام کا جہاد ——— ناقل)

جو لوگ اس کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں یعنی ماہرین آثار قدیمہ۔ مشرقی زبانوں کے ماہرین۔ اور مذہبی لیڈر۔ وہ ساری دنیا سے آ رہے ہیں یہ سب لوگ پروفیسر حسنین کی طرف سے وہ شواہد اس بارے میں سُنیں گے جنہیں موصوف سنسکرت۔ ایرانی اور یہودیوں کے مآخذ سے پیش کریں گے۔

ایک سنسکرت کی کتاب "بھوشیہ مہا پُران" (۱۱۵ ء) میں لکھا ہے کہ چالیس سال قبل ایک بادشاہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں ایک بہت مقدس انسان سے ملا اور اس نے اسے کہا کہ وہ "خدا کا بیٹا ہے۔" اور ایک "کنواری" کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ اور یہ کہ اس نے ایک دُور دراز ملک میں بڑی مصیبت برداشت کی ہے۔

ایک اور کتاب جس کا حوالہ جناب پروفیسر حسنین پیش کریں گے۔ "تاریخ اعظمی" ہے جس میں لکھا ہے کہ سرینگر کا مقبرہ ایک نبی اور شہزادہ کا ہے۔ جو کسی بیرونی ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا نام "یوز آسف" تھا۔

پروفیسر حسنین کہتے ہیں کہ یوز۔ یسوع کا بدل ہے جو عربی زبان میں JESUS کا ترجمہ ہے آصف عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اکٹھا کرنے والے کے ہیں۔

کچھ مسیحی دعویٰ کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح ناصری صلیب سے اتارے گئے تو آپ اس وقت مُردہ نہیں تھے جس کے ثبوت میں وہ اُن خون کے دھبوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ جو ٹورین (اٹلی) میں موجود کفنِ مسیح پر پائے گئے ہیں۔ اس کفن کے بارہ میں کثیر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک مقدس کپڑا ہے جس میں آپ کو صلیب سے اتارنے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اس کفن کی نمائش اس سال کے آخر میں ٹورین کے گرجے میں ہونے والی ہے۔

(مندرجہ بالا خبر ایک پریس رپورٹ کی صورت میں LAIN ADAMSONS PARTNERS 143 FLEET STREET LONDON E.C.4 نے برطانیہ سے چھپنے والے جملہ اخبارات ورسائل کو مہیا کی)

برطانیہ کا بلند پایہ اخبار لنڈن ٹائمز THE LONDON TIMES جس کی روزانہ اشاعت کئی لاکھ ہے ۵ راپریل ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل سُرخی دیکر لکھتا ہے:

"کیا حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت ہوئے؟ تلاش حق کے لئے عظیم معرکہ"

عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے۔ پھر آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اکثر مسلمان عیسائیوں کے اس عقیدہ سے اختلاف رکھتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح کبھی بھی صلیب پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ خدا نے انہیں جسمانی طور پر آسمان پر اٹھا لیا تھا۔

اسلام کی تبلیغ کرنے والی جماعت یعنی جماعت احمدیہ (جو اسلام کا ایک فرقہ ہے) یہ بیان کرتی ہے کہ مندرجہ بالا دونوں عقائد غلط ہیں۔ خدا تعالیٰ نے دوسرے رنگ میں اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا۔ کیونکہ مسیح کا کام اور مشن ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا تھا۔ لہذا جب آپ کو

صلیب سے اتارا گیا تو ابھی آپ زندہ تھے تا آپ اپنا کام مکمل کر سکیں، عارضی طور پر آپ کا سانس رُک گیا تھا آپ نے اپنے زخموں سے صحت پائی۔ اور یہودیہ سے اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اور سفر کرتے ہوئے ہندوستان پہنچے جہاں آپ کے مقبرہ کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔

اس مقبرہ کی نشاندہی اور اس عظیم الشان دعویٰ کی شہادت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵-۱۹۰۸ء) نے فراہم کی۔

جماعت احمدیہ حضرت مسیحؑ کی صلیب سے نجات کے موضوع پر ایک عالمی کانفرنس ۲-۳-۴ جون ۱۹۷۸ء کو منعقد کر رہی ہے جو اس کی اس عظیم (تبلیغی) جدوجہد کا حصہ ہے جو وہ ساری دنیا کے لوگوں کو حق و صداقت (اسلام) کی طرف لانے کے لئے کر رہی ہے۔

آثار قدیمہ اور مشرقی علوم و زبان کے ماہرین۔ ٹورین کے کفنِ مسیح پر تحقیق و تفتیش کرنے والے سکالرز (علماء) اور عظیم شہرت کے حامل مؤرخین اس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بنفس نفیس اس کانفرنس کو برکت و عزت بخشنے کے لئے برطانیہ تشریف لائیں گے

داخلہ صرف بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ قائم کیا جائے۔

جناب بشیر احمد رفیق۔ امام مسجد لندن۔

16. GRESSEN HALL ROAD PUTNEY,

LONDON. S.W. 18, U.K.

(مندرجہ بالا خبر کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہہ مبارک کی تصویر بھی دی گئی ہے)

کسر صلیب کانفرنس کے بعد کی خبروں پر مشتمل چند تراشے گزشتہ شمارہ میں چھپ چکے ہیں۔ حال ہی میں فجی سے دو مزید اخبارات کے تراشے موصول ہوئے ہیں۔ جو ہدیۂ قارئین ہیں:۔

فجی کا اخبار دی فجی ٹائمز "THE FIJI TIMES" درج ذیل عنوان سے ۱۵ جون کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کو دعوت گفتگو

احمدیہ مشن فجی کو لندن سے اطلاع ملی ہے کہ برٹش کونسل آف چرچز نے جماعت ہائے احمدیہ کو مسیح ناصری کی صلیب سے نجات کے موضوع پر گفتگو کی دعوت دی ہے۔

فجی مشن کے انچارج مولانا دین محمد شاہد نے کل سوا میں بتایا کہ یہ دعوت انگلستان میں گزشتہ ہفتہ کو ہونے والی سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے بعد ملی ہے۔

کانفرنس میں دنیا کے طول و عرض سے ۱۵۰۰ نمائندگان نے شرکت کی اور اس میں برطانیہ کے کیتھولک آرچ بشپ کے نمائندے اور پولش کیتھولک چرچ کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔

کانفرنس میں مسیح کی صلیب سے نجات کے موضوع پر بحث کی گئی۔ کانفرنس کے اہم ترین مقرر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔

مسیحؑ کی صلیب سے نجات کے موضوع پر سہ روزہ

بین الاقوامی کانفرنس عالمگیر احمدیہ مسلم تحریک کے
سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد کے تاریخ ساز خطاب
کے ساتھ اختتام پذیر ہو گئی۔

ساری دنیا کے پندرہ صد سے زائد نمائندگان
نے جن میں گیمبیا۔ سیرالیون۔ ماریشس۔ لائبیریا اور
پولش رومن کیتھولک چرچ کے دو نمائندگان اور برطانیہ
کیتھولک آرچ بشپ کے نمائندے نے بھی شرکت کی۔

کانفرنس کے افتتاح سے قبل برٹش کونسل آف
چرچز کی طرف سے پریس ریلیز جاری کی گئی تھی۔ جس میں
جماعت احمدیہ کو مسیح کی صلیب سے نجات کے موضوع
پر لندن میں یا کسی اور جگہ گفتگو کی دعوت دی گئی تھی۔

احمدیہ مسلم تحریک کے سربراہ حضرت مرزا ناصر احمد
نے دعوت نامہ کا جواب دیتے ہوئے اعلان کیا کہ جماعت
احمدیہ کونسل کی دعوت قبول کرتی ہے اور مزید تجویز کیا
کہ ایسے مکالمے لندن۔ روم۔ ایک مغربی افریقی
دارالحکومت اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں فریقین
کے باہمی طے پا جانے والی تاریخوں اور شرائط کے
مطابق ہونے چاہئیں۔

احمدیہ جماعت کے سربراہ نے کیتھولک چرچ کو بھی
ایسی گفتگو کی دعوت دی ہے۔

سابق چیف جج عزت مآب سر محمد ظفر اللہ سابق
صدر جنرل اسمبلی اور بین الاقوامی عدالت برائے انصاف
نے ایک کتاب "صلیب سے نجات" کے موضوع پر لکھی ہے
(فجی ٹائمز ۱۵؍جون ۱۹۷۸ء)

فجی سن (FIJI SUN) ۱۹؍جون ۱۹۷۸ء کی
اشاعت میں درج ذیل عنوان سے رقمطراز ہے:-

ڈیڑھ ہزار افراد کی احمدیہ لندن کانفرنس میں شرکت

مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر سہ روزہ
بین الاقوامی احمدیہ کانفرنس جماعت احمدیہ کے سربراہ
اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے تاریخ ساز
خطاب کے ساتھ کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں کامیابی
کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ تمام دنیا سے ڈیڑھ ہزار سے
زائد نمائندگان نے اس میں شرکت کی۔ ان میں گیمبیا۔ سیرالیون
ماریشس، لائبیریا کے مندوبین کے علاوہ پولینڈ کے رومن
کیتھولک چرچ کے دو سرکاری ممبران اور برطانیہ کے کیتھولک
آرچ بشپ کے ایک ممبر بھی شامل ہیں۔

کانفرنس کے شروع ہونے سے قبل برٹش کونسل
آف چرچز نے احمدیہ جماعت کو ایک پریس ریلیز کے ذریعہ لندن
میں یا کسی اور جگہ "مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع
پر پرائیویٹ طور پر تبادلہ خیال کی دعوت دی تھی۔

احمدیہ جماعت کے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (فصاحب)
نے (باہمی تبادلہ خیال) کی یہ دعوت قبول کرتے ہوئے اعلان
کیا کہ احمدیہ جماعت کونسل کی یہ دعوت قبول کرتی ہے اور
مزید برآں یہ تجویز بھی پیش کرتی ہے کہ ایسی گفتگو لندن۔ روم
مغربی افریقہ کے کسی دارالحکومت اور ریاستہائے متحدہ امریکہ
میں بھی مقررہ تاریخوں اور فریقین کے درمیان طے پا جانے
والی شرائط کے مطابق ہو۔ امام جماعت احمدیہ نے کیتھولک
چرچ کو بھی اسی قسم کے تبادلہ خیال کی دعوت دی۔

سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب سابق صدر اقوام متحدہ
اور عالمی عدالت انصاف کے سابق چیف جسٹس نے "مسیح
کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے،
جو جلد ہی بین الاقوامی لندن کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ کے سا[illegible]
[illegible] ۱۹۷۸ء [illegible]

"اور مسیح نے شادی کی - آپ کے ہاں اولاد ہوئی اور آپ بہت بڑی عمر میں فوت ہوئے"

یہ جلی سُرخی جو چھ کالمی خبر پر لگائی گئی ہے امریکہ کے اخبار "دی واشنگٹن سٹار" اتوار - ۲۵/ جون ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں حسب ذیل تفصیلی رپورٹ کے ساتھ "نیچیہ ایلن" صاحب کے نام سے شائع کی گئی ہے یہ تراشہ جناب ڈاکٹر کریم اللہ زیروی پروفیسر فارمیسی ہوورڈ یونیورسٹی (احمدی) نے حال ہی میں واشنگٹن (امریکہ) سے بھجوایا ہے جس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے :-

لندن :- "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے نہ ہی آپ مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں" یہ وہ پیغام تھا جس کا اعلان ساری دنیا سے شرکت کرنے والے جماعت احمدیہ کے ۵۰۰ مندوبین نے لندن میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں اتفاق رائے سے کیا - اس کانفرنس میں زیرِ نظر موضوع "حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات" تھا - "حضرت مسیحؑ بے ہوشی کے عالم میں اپنے حواریوں کی مدد سے صلیب سے اُتارے گئے تھے" یہ امر مندوبین کو بتایا گیا جن میں سے ۴۰ مندوب واشنگٹن (امریکہ) سے تعلق رکھتے تھے -

حضرت مسیح ناصری کے زخموں کا علاج کیا گیا اور صحت یابی پر آپ فلسطین سے بچکر نکل گئے آپ نے مشرق کو ہندوستان کی طرف سفر کیا جہاں آپ نے شادی کی - آپ کے بچے ہوئے آپ تبلیغ کا فریضہ ادا فرماتے رہے اور لمبی عمر میں طبعی وفات پائی "

" اس دعویٰ کا کیا ثبوت ہے ؟ - یہ کہ آپ کا مقبرہ شمالی ہند کی ریاست کشمیر میں دریافت کر لیا گیا ہے یہ مقبرہ سرینگر میں واقع ہے -

احمدیہ جماعت "مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اسے حضرت مسیح ناصریؑ کی میت کا علم ہے (کہ وہ کہاں ہے) اسی جماعت نے یہ کانفرنس منعقد کی ہے واشنگٹن سے جو ۲۰ احباب اس میں شریک ہوئے وہ امریکہ کی مسجد فضل ۲۱۴۱ لیرائے پلیس این۔ ڈبلیو سے تعلق رکھتے ہیں۔
(The American Fazl Mosque
2141 Leroy Place N.W.)

" یہ عالمگیر جماعت جس کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ ہے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت ہے جو تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس جماعت کی خواہش ہے کہ ساری دنیا کو حلقہ بگوش اسلام کر دے۔ جیسا کہ اس جماعت کے افراد اپنے آپ کو حق و صداقت کی منادی کرنے والے کہتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے مقبرے کی دریافت اس امر کا ثبوت ہے کہ مسیحی دو ہزار سال سے آپ کی صلیبی وفات سے متعلق غلطی کا شکار رہے۔

حضرت مرزا احمد۔ جو خلیفہ ہیں اور جماعت احمدیہ کے موجودہ سربراہ ہیں۔ آپ نے اپنے بنیادی خطاب میں جماعت احمدیہ کے نظریہ کی تائید کی کہ حضرت مسیح صلیب سے نجات پا گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مقبرۂ مسیح۔ حضرت مسیح کی صلیب سے نجات سے متعلق بے شمار شہادتوں میں سے صرف ایک ہے۔ پاکستان سے تشریف لانے والے ستر سالہ راہنما بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کے پوتے ہیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ آپ کے ذریعہ سے ہی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ آپ اپنے متبعین میں مہدی بھی تسلیم کئے جاتے ہیں یعنی دین اسلام کی ازسرنو احیاء کرنے والے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس آخری زمانے میں ظہور اس لئے تھا کہ آپ گذشتہ دعدوں کے مطابق ساری دنیا کو امتِ واحدہ بنا دیں آج بھی اس جماعت کے راہنما اسی کی منادی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اے فیبر قیصر DR. A. FABER KAISER جو سیین کے موازنۂ مذاہب کے ایک عالم ہیں مقررین میں شامل تھے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں ان کی حال ہی میں شائع ہونیوالی کتاب کے مطابق تحقیق سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پہ ہرگز وفات نہیں پائی بلکہ آپ صلیب پہ زندہ رہے اور اب آپ کشمیر کے دارالخلافہ سرینگر میں مدفون ہیں۔

ایک اور مقرر الیف ایم حسنین F.M. HASSNAIN تھے۔ آپ سرینگر کے آثار قدیمہ کے سٹیٹ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ نے کہا کہ آثار قدیمہ کی تحقیق و تفتیش سے معلوم ہو گیا ہے کہ سرینگر میں واقع مقبرہ میں مسیح ناصری علیہ السلام کا جسم ہی مدفون ہے یاد رہے کہ جناب فیبر قیصر اور جناب حسنین جماعت احمدیہ کے رکن نہیں ہیں۔

اس کانفرنس کے انعقاد سے پہلے جس کی بہت تشہیر کی گئی تھی اور جس نے بڑا ہیجان پیدا کر دیا تھا دی برٹش کونسل آف چرچز نے احمدیہ جماعت کو دعوت دی کہ وہ اسکے ساتھ باہم گفتگو میں شریک ہو اور یہ کہ یہ کانفرنس لندن میں منعقد ہو مگر اسکی تشہیر نہ کی جائے اور اس گفتگو کا موضوع بھی وہی ہو۔ یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس شرط پر یہ دعوت قبول فرمائی کہ ایسا تبادلہ خیالات روم۔ ایشیا کے کسی دارالخلافہ۔ افریقہ کے کسی دارالخلافہ اور امریکہ میں بھی کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے رومن کیتھولک چرچ کو بھی دعوت دی کہ وہ ۴۴
۴۴ پروٹسٹنٹ فرقہ کے ساتھ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ملکر (جنکا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں) اس کانفرنس میں شرکت کریں۔ ایسی میٹنگ کا انعقاد ہنوز ...

فیض القرآن

آرک

(جناب محمد اشرف نوشاہی - کراچی)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب تکذیب و افتراء کی انتہاء کو پہنچ گئی تو خالقِ موجودات نے اپنے برگزیدہ نبی کو ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا۔ یہ بڑی عظیم الشان کشتی تھی جو خدا اور اس کے نبی کی صداقتوں کی بہت بڑی نشانی تھی۔ آبادی سے دور کشتی کی تعمیر ہونے لگی۔ لوگوں کو علم ہوا تو آ کر مذاق اڑانے لگے۔ مگر سچے خدا کے سچے پیروکاروں نے اپنا کام جاری رکھا۔ تاریخ بیں ہے کہ ان گندے لوگوں نے اس کشتی کو گندگی سے لبریز کر دیا۔ ان کی یہ شرارت باری تعالٰے نے اس طرح ان پر الٹ دی کہ ایک وبائی بیماری کے باعث ان کی حالت ابتر ہو گئی تو اس بیماری کا علاج وہ گندگی بنی۔ اس طرح انہوں نے خود ہی کشتی صاف کر دی۔

آخر وہ دن آیا جس کی خبر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو دی تھی۔ خدا کی بات ہر حال میں پوری ہو کر رہتی ہے۔ یہی ہوا۔ اور ہر طرف پانی نے اک طوفانِ عظیم

کھڑا کر دیا۔ نوحؑ اور ان کے مخلصین کشتی میں سوار ہو گئے۔ ادھر پانی کی سطح بڑھتی چلی گئی۔ انسانی آبادیاں کے سب آثار غرق ہو گئے۔ بچانے والے نے ان کو بچا لیا جو اس کے نبیؑ کے ساتھ تھے۔

بائبل میں اس کشتی کو آرک (ARK) کا نام دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بلیکی رقمطراز ہیں کہ:۔

"اس کشتی کی تیاری میں ۱۰۰ برس لگے کشتی کا طول ۳۰۰ ہاتھ۔ عرض ۵۰ ہاتھ اور بلندی ۳۰ ہاتھ تھی۔ اور اگر ایک ہاتھ کی لمبائی ۲۲ ۱ انچ ہو تو یہ کشتی ۵۴۷ فٹ لمبی۔ ۹۰ فٹ چوڑی اور ۴۷ فٹ اونچی تھی۔"

البیضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اس کی تعمیر پر ۲ برس لگے اس میں تین منازل تھیں۔ اور اس میں حضرت نوحؑ۔ ان کی اہلیہ محترمہ، تین صاحبزادوں اور بہوؤں کے علاوہ مختلف اقسام کے پرندے اور حیوانات بھی تھے۔ اس کے بعد طوفان آیا جس نے تمام علاقے کو آن واحد میں لپیٹ لیا۔ حتیٰ کہ پہاڑیاں بھی غائب ہو گئیں۔ یہ طوفان ۶ ماہ برابر جاری رہا۔ ۷ ماہ کے بعد کشتی کوہ ارارا ط سے جا لگی۔ قرآن مجید کے مطابق یہ مقام کوہ جودی ہے بعض مفسرین کے مطابق شام میں جودی نام جزیرہ مراد ہے۔ جہاں پہاڑ ہیں۔ بعض کے مطابق کوہ جودی کو ہی ارارا ط کہا ہے۔

قدیم سمیری کہانیوں میں جو مٹی کی تختیوں پر لکھی گئی تھیں خلیج فارس اور اس کے طوفان کا ذکر ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ کشتی کی چھ منزلیں تھیں اور سات دریچے تھے۔ اور ہر منزل کے ۹ حصے تھے اور یہ کشتی کوہ نصیر پر جا کر لگی۔

ادھر کلدیوں کی ایک روایت میں ہے کہ ہیسدار نوا کیلا طوفان سے بچ گیا۔ بیان کرتا ہے کہ ہیا دیوتا مجھے دکھائی دیا۔ اس نے مجھے خبر دی بنی آدم کو اس کے گناہوں کے سبب تباہ و برباد کرنے کی۔ سو تو اپنی کشتی بنا کر اپنا اثاثہ، اسباب، دولت اور باندیاں، حیوانات بھی اس میں جمع کر لے۔ اس کا دروازہ میں خود بند کر دوں گا۔

اس کے علاوہ قدیم مصری، آریائی، ہندی، یونانی روایات میں بھی کسی طوفان اور کشتی کا ذکر موجود ہے۔

امریکی قبائل تھوا میں بھی بابلی اور سمیری کہانیوں سے ملتی جلتی کہانیاں ملی ہیں ان کے دیوتا ططلالان نے تتا نامی ایک آدمی کو صنوبر کا درخت کھوکھلا کرکے ایک کشتی بنانے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ اور اس کے ساتھی آنے والے طوفان سے بچ سکیں انہیں اپنے ہمراہ صرف مکئی کا بھٹہ لے جانے کی تاکید تھی۔

ان تمام روایات میں جس شخص اور کشتی کا ذکر ہے وہ حضرت نوحؑ اور ان کی کشتی ہی ہو سکتے ہیں اور کشتی کے ٹھہرنے والی جگہ کے بارے میں اختلاف موجود ہے۔ بعض کے نزدیک کوہ ارارا ط بھی قرین قیاس ہے کیونکہ اس کی چوٹی پہاڑیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقہ کسی وقت پانی میں ڈوبا رہا۔

ابن خلدونؒ کے مطابق یہ طوفان عراق میں آیا تھا۔ اور اس کا پانی صرف عقبہ حلوان تک گیا۔

محققوں کی کوشش جاری ہے کہ کسی طرح کشتی نوحؑ کے [illegible]

۲۴ آثار ملیں۔ شاید کبھی وہ کامیاب ہو کر تاریخ نبوت کی یہ اہم نشانی ہمارے سامنے لے ہی آئیں۔ بہرحال کشتی نوحؑ کا ذکر عبرت دلاتا ہے

مرتبہ
محمد الیاس منیر

فاستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کے زیر اہتمام مورخہ ۲۵-۲۶ مارچ کو چھٹا سالانہ اجتماع اکارے (IKARE) میں منعقد ہوا جس میں نماز تہجد، پنجوقتہ نماز باجماعت۔ تلاوت و درس القرآن کا التزام کیا گیا (افتتاحی اجلاس میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا خدام کے نام پیغام پڑھکر سنایا گیا) فٹ بال اور رسہ کشی کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس اجتماع میں اطفال الاحمدیہ نے بھی شرکت کی۔ اور ان کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ اختتامی اجلاس میں محترم امیر جماعت صاحب نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اپنے اختتامی خطاب میں خدام کو مؤثر کردار پیش کرنے کی نصیحت فرمائی۔

وا کے مقام پر اپر ریجن کی مجالس خدام الاحمدیہ غانا کا دو روزہ سالانہ اجتماع کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا ہے۔ اس میں غانا کی تمام مجالس سے دو ہزار سے زائد خدام شریک ہوئے اس موقع پر وا کے ابتدائی احمدی معلم الحاج صالح صاحب کی خدمات کو بہت سراہا گیا۔ اس ریجن کے پرنسپل سیکرٹری نے جماعت احمدیہ کی سماجی، اخلاقی اور تعلیمی خدمات کی بہت تعریف کی۔

خدام نے دینی اور علمی مقابلوں کے علاوہ کھیلوں میں بھی حصہ لیا۔ چنانچہ والی بال، فٹ بال ٹیبل ٹینس اور رسہ کشی کے مقابلے ہوئے۔

غانا کے پریس۔ ریڈیو اور ٹی وی کے پروگراموں میں ہمارے اس دو روزہ اجتماع کی کارروائی کو پیش کیا جاتا رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

مورخہ ۲۷ اپریل شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام "ایوان محمود" میں محترم سید محمود احمد صاحب ناصر استاذ الجامعہ نے ایک خصوصی تقریب میں "واقعہ صلیب کے مختلف پہلو" کے عنوان پر ایک ٹھوس علمی و تحقیقی مقالہ پڑھ کر سنایا۔ اس تقریب میں جماعت احمدیہ کے ربوہ میں موجود علماء و بزرگان کرام نے شرکت کی۔ دعا سے قبل سامعین کو سوالات کا بھی موقعہ دیا گیا۔ جو دلچسپ اور علمی رہا۔

قیادت کوٹ مومن نے موسم گرما میں مسافروں کو ٹھنڈا پانی پلانے کا انتظام کیا۔ مجلس ہذا کے ہر خادم کی اس کار خیر کے لئے دو دو گھنٹے کی ڈیوٹی لگائی گئی اور خدام نے یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ جزاھم اللّٰہ خیر الجزاء۔

گنری میں پاکستان ہلال احمر کے تحت آنکھوں کے مفت علاج کے سلسلے میں جو کیمپ لگایا گیا تھا اس میں گنری کے خدام نے مکرم منور احمد صاحب بھٹی کی نگرانی میں رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کیا اور آٹھ گھنٹے

میں تقسیم ہو کر رات دن مریضوں کی بے لوث خدمت کی۔ جسے جناب ہاشم خاں صاحب ڈپٹی کمشنر آف ضلع تھرپارکر نے اپنے معائنہ کے دوران بہت سراہا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

٭ مورخہ ۷ر اپریل مجلس لانڈھی کورنگی کراچی کا اجلاس ہوا۔ جس میں مقامی عہدیداران نے خدام سے خطاب کیا اور انہیں ہدایات دیں۔

٭ مجلس کرونڈی ضلع خیرپور نے ۱۴ و ۱۵ اپریل کو ایک تربیتی کلاس منعقد کی جس میں مکرم و محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب نے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے خطاب فرمایا۔ آپ کے علاوہ مکرم غلام احمد صاحب فرخ نے بھی خدام سے خطاب کیا۔ اس میں اختلافی مسائل سمجھانے کے علاوہ خدام کے علمی مقابلے بھی کروائے گئے۔

٭ مورخہ ۱۴ر اپریل کنری کی مجلس نے جلسہ یوم والدین منعقد کیا۔ جس میں ۲۵ خدام ۴۰ اطفال اور ۲۰ دیگر احباب شامل ہوئے۔ مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے صدارت کی۔

٭ مجلس مارٹن روڈ کراچی نے ۱۵ اور ۱۶ر اپریل کو ایک تربیتی کلاس کا اہتمام کیا۔ جس میں نماز باجماعت، دعائے جنازہ۔ صد سالہ جوبلی (روحانی منصوبہ) خادم کا عہد یاد کروایا گیا۔ اس میں ۶۸ خدام شریک ہوئے۔

٭ مورخہ ۲۸ر اپریل قیادت ڈرگ روڈ کراچی نے مثالی اجتماعی وقار عمل منایا اور دو گھنٹے تک ۷۰ خدام، ۵۰ اطفال اور ۴ انصار احباب اور ۱۶ غیر از جماعت احباب نے کام کر کے مٹی کے ۳۵ ٹرک ڈال کر زمین کو ہموار کیا گیا۔

٭ مورخہ یکم مئی کو مجلس بھکھی آنا ضلع شیخوپورہ نے ایک وقار عمل منایا۔ چنانچہ ۱۲ خدام ۴ اطفال اور ۷ انصار احباب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک مل جل کے کام کیا اور ایک ایسے راستہ کو قابل استعمال بنایا جو دو فٹ چوڑا اور ۱۵ ایکڑ لمبا تھا۔

٭ مورخہ ۱۲ر اپریل مجلس ساہیوال کے ۲۲ خدام، ۱۲ انصار اللہ ۸ اطفال نے ۱½ گھنٹہ تک احمدیہ قبرستان میں وقار عمل کیا۔

٭ مورخہ یکم مئی ضلع حیدرآباد کے حلقہ نمبر ۱ کی تربیتی کلاس منعقد ہوئی اور اسی روز خدام نے مسجد احمدیہ کی ۲۵ فٹ لمبی اور ۱۲ فٹ چوڑی اور تین فٹ گہری بنیادوں میں پتھر ڈالے وقار عمل تین گھنٹے جاری رہا۔

٭ مورخہ ۵ر مئی قیادت سانگھڑ نے یوم والدین منایا اور جلسہ میں مقامی جماعت کے تمام احباب و مستورات شامل ہوئیں۔

٭ مرکزی ہدایات کے مطابق مجلس راولپنڈی صدر نے ۱۲ر مئی کو مثالی وقار عمل منایا اور مسجد نور کی صفائی کی۔

٭ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے لئے شعبہ اشاعت مجلس مرکزیہ نے امسال ماہنامہ خالد کے پانچ صد خریدار بنانے کا ٹارگٹ مقرر کیا تھا۔ مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب ناظم اشاعت ربوہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ٹارگٹ کو پورا کرنے کی انتھک کوشش کر رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چھبیسویں سالانہ تربیتی کلاس (منعقدہ ۱۱رمئی تا ۲۵رمئی ۱۹۷۸ء) میں

مجالس اور خدام کی نمائندگی کا ضلعوار گوشوارہ

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد کل مجالس	تعداد شامل مجالس	تعداد نمائندگان	نمبر شمار	نام ضلع	تعداد کل مجالس	تعداد شامل مجالس	تعداد نمائندگان
۱	پشاور	۵	۴	۶	۲۳	مظفر گڑھ	۱۴	۳	۶
۲	مردان	۱	۱	۱	۲۴	ساہیوال	۲۳	۱۳	۱۸
۳	ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱	-	-	۲۵	ڈیرہ غازیخاں	۱۲	۲	۵
۴	بنوں	۲	-	-	۲۶	بہاولپور	۱۵	۳	۳
۵	کوہاٹ	۱	-	-	۲۷	بہاولنگر	۳۱	۲	۲
۶	ہزارہ	۵	۵	۱۰	۲۸	رحیم یار خاں	۱۷	۳	۴
۷	راولپنڈی	۹	۸	۱۲	۲۹	سکھر	۴	۱	۱
۸	جہلم	۱۴	۱	۱	۳۰	جیکب آباد	۴	۱	۱
۹	اٹک (کیمبل پور)	۲	۱	۱	۳۱	لاڑکانہ	۷	-	-
۱۰	گجرات	۶۰	۲۳	۲۸	۳۲	دادو	۱	-	-
۱۱	سرگودھا	۵۴	۳۷	۶۱	۳۳	خیرپور	۱۱	۱	۱
۱۲	جھنگ	۲۳	۲۳	۳۲	۳۴	نوابشاہ	۱۹	۷	۷
۱۳	ربوہ	۱	۱	۴۶	۳۵	حیدرآباد	۱۶	۱۴	۱۵
۱۴	میانوالی	۶	۳	۳	۳۶	بدین	۱۱	۶	۶
۱۵	فیصل آباد	۸۹	۳۴	۴۰	۳۷	سانگھڑ	۶	۲	۲
۱۶	لاہور	۱۷	۱۴	۲۵	۳۸	تھرپارکر	۲۶	۱۳	۱۳
۱۷	قصور	۱۴	۱۳	۲۱	۳۹	کوئٹہ	۱	۱	۳
۱۸	سیالکوٹ	۸۹	۳۸	۵۲	۴۰	کراچی	۱۰	۱۰	۱۱
۱۹	گوجرانوالہ	۳۶	۸	۱۲	۴۱	مظفر آباد (آزاد کشمیر)	۳	-	-
۲۰	شیخوپورہ	۶۱	۳۵	۴۴	۴۲	میرپور (" ")	۳	۱	۱
۲۱	ملتان	۳۰	۳	۳	۴۳	کوٹلی (" ")	۷	۱	۱
۲۲	وہاڑی	۱۵	۱	۱			۷۶۴	۳۴۷	۴۹۹

بشیر انجینئرنگ انڈسٹریز لمیٹڈ
ایسوسی ایٹس آف
میسرز بشیر اینڈ کمپنی
ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز
(گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف، ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے شعبہ جات)
لوہے کے جستی تار، نیز کاسٹ آئرن کے گھریلو استعمال
کے سیوریج پائپ اور لوہے کی ہر قسم کی چادروں کیلئے
ہمیں خدمت کا موقع دیں
ہیڈ آفس:- حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور
فون
۵۲۷۸۳، ۴۱۳۳۲۲
شاخیں:
(۱) لوہا مارکیٹ لاہور (فون نمبر ۵۶۰۲۳)
(۲) کے ایم سی ۷۷ گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی (فون نمبر ۷۸۵۶۴)
فیکٹری:- ۲۲ کلومیٹر لاہور شیخوپورہ روڈ، لاہور

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
کے لئے اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۶ ۔ نیو ٹمبر مارکیٹ ۔ راوی روڈ لاہور پر
تشریف لائیں (گورنمنٹ کنٹریکٹر)
فون: ۶۰۲۲۰ / ۵۳۴۴۲۰ رہائش ۶۲۹۳۰
فیکٹری ۔ رچنا ٹاؤن ۷۱۰۷۰۰
احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

خالص سونے چاندی کے زیورات
جدید ڈیزائنوں میں بنوانے اور خرید و فروخت کے لئے
نیز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
سندھی فیشن کڑے ہر وقت دستیاب ہیں۔

محمود گولڈ سمتھ

گولبازار ۔ ربوہ ۔ فون: ۶۸۱
پروپرائٹر
چوہدری محمود احمد ۔ گلزار احمد ۔ راجپوت

• مرچ کنری • بیج چارہ • لوسن
• شفتل • برسیم وغیرہ — کی
خرید و فروخت کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی فیصل آباد
فون: ۲۷۹۲۶

لاہور
کے ہر علاقہ میں ہر طرح کی جائداد کی خرید و فروخت
کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں

محمد اکرم پراپرٹی ڈیلر

امین مارکیٹ ۲/۳ جی ۔ اے ٹریڈرز برانڈرتھ روڈ لاہور
فون
۳۱۴۴۹۷

آپ کے راہنما
یوسی ایف
سرمایہ کاری کے ماہر
روشن مستقبل کے ضامن
یونائیٹڈ کمرشل فنانس لمیٹڈ
آپ کے سرمائے کے محافظ

Monthly KHALID Rabwah
Editor: HAFIZ MUZAFFAR AHMAD Regd. No. L5830

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا